تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

جلد ۲۳ شمارہ ۱

صلح ۱۳۶۱ ہش

جنوری ۱۹۸۲ء

مجلس انصار اللہ

کا

نیا سال

۱۳۶۱ ہش

۱۹۸۲ء

اللہ تعالیٰ

تمام انصار بھائیوں

اور

تمام بنی نوع انسان

کو

بہت بہت مبارک کرے۔ (آمین)

پندرھویں صدی کا پہلا سالانہ اجتماع انصار اللہ



سیدنا حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ یکم نبوت ۱۳۶۰ ہش/نومبر ۱۹۸۱ء کو مسجد اقصیٰ کے مسقف حصہ میں اجتماع کے پنڈال کی طرف تشریف لے جاتے ہوئے صدر مجلس سے گفتگو فرما رہے ہیں۔

سالانہ اجتماع کا ایک یادگار لمحہ



سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اختتامی خطاب سے قبل صدر محترم کے پیش کردہ کوائف اجتماع ملاحظہ فرما رہے ہیں ۔



اجتماع ۸۱ء کے سٹیج کا ایک عمومی نظارہ ـــــــ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے جانثار انصار سے مخاطب ہیں ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ربیع الاوّل ۱۴۰۲ھ

صلح ۱۳۶۱ہش

جنوری ۱۹۸۲ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

مدیرانِ اعزازی

ملک صلاح الدین صاحب بھارت ۔ مبارک احمد صاحب ساقی لنڈن

کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

سالانہ چندہ :- پندرہ ۱۵ روپے ؛ قیمت فی پرچہ ہذا ڈیڑھ روپیہ

فہرست مضامین

پبلشر :- چوہدری محمد ابراہیم

ناشر :- سیّد عبدالحیٔ

مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت :- دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

کتابت :- محمد رفیق حمد ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۲۳ | ماھنامہ انصار اللہ۔ ربوہ | شمارہ ۱

صُلح ۱۳۶۱ ہش

اِنّ المنایا لا تطیش سھامھا۔ (تذکرہ)

تین اور چار دسمبر کی شب ہمارا ایک نہایت قیمتی وجود اپنے مولا حقیقی کی طرف رحلت کر گیا۔ حضرت سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ ہمارے پیارے امام حضورؒ کی حرم محترم تھیں۔ سینتالیس۴۷ سال تک آپ باہم رہے۔ خدا کا بلاوا آگیا تو سیّدہ مرحومہ نے اس پر لبیک کہا۔

جس مقدس گھر میں یہ جوڑا پروان چڑھا۔ اس کے لئے یہی کافی ہے کہ ایک مصلح موعود کے پلوٹھے بیٹے تھے تو دوسری تنشأ فی الحلیۃ کے مورد کی لختِ جگر۔ حضرت اماں جان کو دونوں بہت محبوب تھے کہ ایک ان کا پوتا تھا تو دوسری بیٹی کی لختِ جگر۔

جب حضرت سیّدہ مرحومہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی تو قدرتِ ثانیہ کے مظہر نے جو دعوتِ ولیمہ دی اس میں شاید ہی قادیان اور مضافاتِ قادیان کا کوئی احمدی شریک نہ ہوا ہو۔ اس دن سے لے کر آج تک قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر نافلۃً لک کے مصداق کا سلوک حضرت سیّدہ مرحومہ سے خیرکم خیرکم لِاھلہ کا مصداق تھا۔ اور یہ گھر مثلِ جنّت تھا۔

اللہ کے علم میں تھا کہ ایک روز اس مقدس جوڑے کے کندھوں پر ایک عظیم بار پڑنے والا ہے۔ نافلۃً لک کے مصداق عالمگیر جماعت کے امام بنے۔ تو حضرت سیّدہ موصوفہ آپ کی دستِ راست بنیں۔ وہ اپنی ہر تکلیف کو بھول گئیں۔ انہوں نے اپنی تکلیف کو نظر انداز کر دیا۔ جو کچھ اس دنیا میں وہ حضور کے لئے کر سکتی تھیں انہوں نے کیا۔ سفر میں ہوں یا حضر میں وہ حضور کے ہمرکاب رہیں۔

جیسا کہ حضور نے بیان فرمایا۔ کہ جب تک حضور کام کرتے آپ بستر پر تشریف نہ لے جاتیں۔ ایسی رفیقہ حیات کی جدائی کا غم کوئی معمولی غم نہیں۔

آپ کی بیماری کے آخری ایام میں جماعت کا ہر فرد مجسّم دعا بن چکا تھا۔ صدقات دیئے گئے۔ مساجد میں۔ گھروں میں دعائیں کی گئیں لیکن تقدیر کو کون روک سکتا ہے۔ دعاؤں اور تدابیر پہ تقدیرِ خداوندی غالب آئی۔ اگر جان بھی قربان کر کے آپ کی رحلت کو روکا جا سکتا۔ تو جماعت

کے ہزاروں مرد و زن آپ پر اپنی جانیں نچھاور کرنا باعثِ فخر محسوس کرتے۔ اس کا ایک منظر آپ کے جنازہ میں حاضری کا تھا کہ پچیس تیس ہزار کے قریب افراد آن کی آن میں مرکزِ سلسلہ میں آن پہنچے۔

حیات و ممات خدا کے اختیار میں ہے۔ کسی کی نیکی و تقویٰ۔ کسی کے اسباب کی فراوانی۔ کسی کی عظمت و فضیلت۔ کسی کا اقتدار اور جان نثاروں کی کثرت۔ خدا کے نوشتہ کو بدل نہیں سکتے۔ ہمارے آقا سرتاج الانبیاء سرورِ کونین اس جہان سے رخصت ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ ما جعلنا لبشرٍ من قبلكَ الخلد افان مِتَّ فهم الخالدون - موت۔ رحلت سب سے یقینی ہے۔ نبی ہو یا ولی۔ بادشاہ ہو یا حکیم کسی کو اس سے مفر نہیں۔

لیکن جب کوئی عزیز اس دُنیا سے رخصت ہوتا ہے تو رنج و غم بھی ایک طبعی امر ہے۔ دل کی رقت اور جذبۂ ترحّم تو اللہ کی ایک نعمت ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے اقرع بن حابس کو کہا تھا۔ اگر اللہ نے تجھ سے رحم کو چھین لیا ہے۔ تو مَیں کیا کر سکتا ہوں۔

ایک سفر میں ازواجِ مطہرات بھی حضورؐ کے ہمرکاب تھیں۔ کچھ ایسا ہُوا کہ ہودج اونٹ سے گر گیا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلّم اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن گر گئے۔ طبعی طور پر صحابہ جلدی سے حضور کی طرف لپکے۔ لیکن حضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا پہلے عورتوں کا پتہ کرو۔

سیّدہ مرحومہ اس عظیم شخصیت کی رفیقہ حیات تھیں جو جماعت احمدیہ کے امام ہیں۔ اس صدمہ کو ساری جماعت نے محسوس کیا۔ ہر شخص دل گرفتہ ہوگیا۔

زخم مندمل ہو جاتے ہیں لیکن اُن کی ٹیسیں یاد رہتی ہے۔ جماعت کے گرتے دلوں کو قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جس طرح سنبھالا۔ اس کو دیکھ کر یہ یقین بڑھتا ہے کہ مقبول بارگاہِ الٰہ کا ہی یہ خاصّہ ہے۔ انہوں نے جماعت کے زخمی دلوں پر اپنا شفقت کا ہاتھ رکھا۔ اُن کے الفاظ زخمی دلوں کے لئے سکینت بخش مرہم تھے۔ اللہ تعالیٰ حضور کو اس کا اجرِ کثیر عطا فرمائے۔

جماعت نے مرحومہ کیلئے بہت دُعائیں کیں۔ اور جیسا کہ حضور نے فرمایا یہ سب دعائیں کسی نہ کسی رنگ میں سیّدہ مرحومہ کو پہنچتی رہیں گی۔ حضرت اقدس بانیؑ سلسلہ احمدیہ نے فلسفۂ دُعا میں اس نکتہ کو بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سیّدہ مرحومہ کو اعلیٰ علمی ذوق عطا فرمایا تھا۔ ایک اعلیٰ تربیت یافتہ گھرانے میں آپ کی پرورش ہوئی تھی۔ جماعت کی خواتین کی تربیت میں آپ گہری دلچسپی لیتی تھیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے مسلمان عورت کا ایک اہم وصف اولاد پر شفقت اور خاوند کی اطاعت بیان فرمایا ہے۔ حضرت سیّدہ موصوفہ میں یہ دونوں وصف بدرجہ اتم موجود تھے۔

حضور کی خدمت کی وجہ سے ساری جماعت بھی آپ کی ممنون ہے۔ اُن کے جانے سے جو خلا، جماعت کی فضاؤں اور اس مقدس گھر میں ہُوا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کے فرشتے اپنے فضلوں، کرم اور مہربانی سے اُس کو پُر کر دیں۔ وہ آسمانی آقا اپنے بندوں پر بہت رحم کرنے والا ہے۔ اُس نے اگر ایک پیارے وجود کو اپنے پاس بلا لیا ہے تو اپنے پیار کے سلوک سے اس کی تلافی فرما دے کہ تیرے خزانوں میں کیا کمی ہے۔ تیرے فضل بے حد و بے شمار ہیں۔ فضلوں والے تو جانے والی بزرگ شخصیت پر بھی تا ابد رحمت نازل فرما اور پیچھے رہنے والے بھی

تیرے فضلوں سے حصّہ پائیں کہ — الفضل والخیر بیدیک ۔

اک اور ستارہ ٹوٹا

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نامور سپوت ۔ ملک کی ایک عظیم علمی شخصیت قاضی محمد اسلم صاحب ایم ۔ اے ۔ سابق سیکرٹری محکمہ تعلیم پنجاب و سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور و تعلیم الاسلام کالج ربوہ پندرہ دسمبر کو لاہور میں وفات پا گئے اِنّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون ۔ آپ کا جنازہ سولہ دسمبر کو ربوہ لایا گیا اور بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین عمل میں آئی ۔

محترم قاضی صاحب کی تقاریر جو آپ سالہا سال تک ہستی باری تعالیٰ کے عنوان سے جلسہ سالانہ قادیان اور ربوہ میں فرماتے رہے ہمیشہ یاد رہیں گی ۔

آپ کی علمی خدمات کی تفصیل کا بیان مؤقر جریدہ الفضل ۲۰ ردسمبر میں بیان ہو چکا ہے ۔ مرحوم کا وجود ملک و ملّت کے لئے ایک قیمتی سرمایہ تھا ۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد بے شمار ہے اور ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے ۔ جماعتِ احمدیہ کے موجودہ امام سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ اور نوبل انعام یافتہ سائنس دان پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب آپ کے شاگردوں میں سے ہیں ۔

مرحوم ھُدوا الی الطیب من القول کے مصداق تھے ۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں کچھ ایسے کمرے ہوں گے جو شیشہ کی طرح شفاف ہوں گے ۔ عرض کیا یا رسول اللہ وہ کن کے لئے ہیں ۔ فرمایا جو طیّب کلام کرتے ہیں ۔ قاضی صاحب محترم یقیناً ان بزرگوں میں سے تھے ۔ بات کرتے تو منہ سے پھول جھڑتے تھے ۔ کانٹے کی تول کلام کرتے ۔ کلام مختصر ہوتا لیکن اپنے اندر گہرائی رکھتا ۔ وہ علم کے بحر میں غوطہ زن ہوتے تو مشک و عنبر لے کر سطح آب پر نمودار ہوتے ۔

ایک خاص وصف جو خاکسار نے آپ میں مشاہدہ کیا وہ آنے والی نسل کی حوصلہ افزائی تھی ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے ۔

کیسے کیسے بلند مینار اس زمین میں سما گئے ۔ ؎ زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ مرحوم کو جنّت کے اعلیٰ مدارج عطا فرمائے اللّٰھم اغفرھا داعلیٰ درجاتھا فی علیین آپ کے اہل و عیال کا خود متکفل ہو ۔ نئی نسل کو آپ کے نقشِ قدم پر چل کر ملک و ملّت کا نام بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین یا رب العٰلمین ۔

جب یاد آئے وقتِ رخصت

جوق در جوق عشّاقِ احمدیت آئے ۔ سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے آئے ۔ تسبیح و تحمید کرتے — زیر لب دعائیں کرتے آئے ۔ رضائے خداوندی

کے حصول کی خاطر دیدہ ترلے کر آئے۔ انہوں نے اپنے پیارے امام کی زیارت سے آنکھوں کو منوّر کیا۔ آپ کے خطاب دل نواز سے ایمان کی چنگاری کو لَو دی۔ وہ آئے تو ساکنینِ ربوہ کے دل کے غنچے چٹک اُٹھے۔

امسال پاکستان کے گوشہ گوشہ سے دو لاکھ کے قریب مرد و زن اس جلسہ میں شریک ہوئے جبکہ تیرہ غیر ممالک کے اسی سے زائد مندوبین تشریف لائے۔ اہلِ ربوہ نے صرف کپڑوں کے ٹکڑوں پر لکھ کر نہیں دل کی گہرائیوں سے انہیں اھلاً و سھلاً و مرحبا کہا۔ انہیں دیکھ کر زباں پر یہ ورد کرنے لگتی . یاتون من کلّ فجٍ عمیق و یاتیک من کلّ فجٍ عمیق

واپسی کے لئے رختِ سفر باندھا تو دل میں ہوک سی اُٹھی۔ اُن کے آنے سے مرکز کے گلی کوچوں میں رونق آگئی تھی۔ ہر طرف انسانوں کا اژدحام نظر آتا۔ وہ اپنے گھروں کو لوٹے تو دل نے محسوس کیا کہ اداسی چھاگئی۔ فرقت کاٹنے لگی۔

جانے والو! آپ پر خدا کی رحمتیں ہوں۔ اس کے فضلوں کا سایہ ہمیشہ آپ کے سروں پر رہے۔ امام نے جن دعاؤں سے آپ کو رخصت کیا۔ وہ ساری دعائیں آپکو پہنچیں۔ آپ خیریت سے جائیں اور خیریت سے پھر آئیں۔ خدا کا دامن تھاما تو یہ کبھی ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے آپ کے لئے خدا سے دعا گو ہیں۔ استودعك الله دینك ودیانتك وامانتك۔

ماہنامہ ”انصار اللہ“ کی تیئیسویں جلد

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ماہِ جنوری کے اس شمارہ کے ساتھ ہی ماہنامہ انصار اللہ کی تیئیسویں جلد کا آغاز ہو رہا ہے۔ تحقیقی، علمی اور تربیتی نوعیّت کا حامل یہ مجلّہ اپنے قارئین کی بہتر طور پر خدمت کی کوشش کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اسے اپنی تائید و نصرت سے نوازے اور قارئین کی احسن رنگ میں خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا تَوْفِيْقُنَا اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِىِّ الْعَظِيْمِ۔

ناظم اعلیٰ مجالس انصار اللہ نائیجیریا جناب الحاج اے۔ او۔ کے۔ او۔ وائی۔ آئی امسال جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے ربوہ تشریف لائے اُن سے ہمارے نمائندہ کا انٹرویو آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمادیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت ٭ اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور ٭ ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

(درثمین اردو)

درس الحدیث

لیکن ہم صبر نہ کرسکے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہوازن سے موصول ہونے والا مال غنیمت تقسیم فرمایا تو آپ نے قریش کے بعض آدمیوں کو سو سو اونٹ بھی دیئے۔ اس پر انصار کے کچھ آدمیوں نے کہا۔

"اللہ تعالیٰ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مغفرت فرمائے۔ آپ قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں نظر انداز فرما رہے ہیں۔ حالانکہ ہماری تلواروں سے اب بھی خون ٹپک رہا ہے۔"

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ کسی نے انصار کی یہ بات رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تک بھی پہنچا دی۔ حضورؐ نے انصار کو بلوا بھیجا۔ چمڑے کے ایک خیمہ میں اُن کو جمع کیا۔ جب وہ سارے آگئے تو آپ اس خیمہ میں تشریف لائے اور فرمایا۔ مجھے تمہارے متعلق یہ کیا بات موصول ہوئی؟ انصار کے سمجھدار لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کچھ نوعموں نے یہ کہہ دیا۔ کسی اہل الرائے نے یہ نہیں کہا۔ اس پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں بعض اسلام میں نو وارد دین کو اس لئے دیتا ہوں۔ کہ یہ کفر سے تازہ تازہ نکلے ہیں۔ انصار! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ مال و منال لے کر گھروں کو جائیں اور تم خدا کے رسول کے ساتھ اپنے گھروں کو لوٹو۔ بخدا وہ تم سے بہتر چیز تو گھروں کو نہیں لے جائیں گے۔ انصار نے کہا یا رسول اللہ آپ نے درست فرمایا۔ اس پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم خدا کی اس دہش پر راضی ہیں ـــ فرمایا تم دیکھو گے کہ میرے بعد تم پر دوسروں کو شدید ترجیح دی جائے گی۔ لیکن تم صبر کرنا۔ "حوض کوثر" میں مجھے ملنا ـــ حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ "لیکن ہم صبر نہ کرسکے۔"

(بخاری کتاب الجہاد باب ماکان النبی یعطی للمؤلفۃ قلوبہم)

اس حدیث میں کتنے سبق پنہاں ہیں:۔

(۱)۔ خدا کے رسولؐ کی داد و دہش کی وجوہات مختلف ہیں۔ اس کی بناء صرف دین اور اخلاص پر نہیں۔

(۲)۔ اُن کی داد و دہش پر اعتراض مناسب نہیں۔

(۳)۔ صبر و استقامت بڑی نعمت ہے لیکن مشکل بھی بہت ہے۔

کلام الامام

فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَبْکِیْ لِدِیْنٍ یُحَقَّرُ

کون ہے جو دین کی مصیبت کے لئے روئے

اَرٰی سَیْلَ آفَاتٍ قَضٰھَا الْمُقَدِّرُ ❊ وَفِی الْخَلْقِ سَیِّئَاتٌ تُذَاعُ وَتُنْشَرُ

مَیں آفات کے سیلاب دیکھ رہا ہوں کہ جن کو خدا نے مقدر کیا ہے اور ان بدکاریوں کو بھی جو لوگوں میں پھیلائی جاتی ہیں

وَفِیْ کُلِّ طَرْفٍ نَارُ شَرٍّ تَاَجَّجَتْ ❊ وَفِیْ کُلِّ قَلْبٍ قَدْ تَرَاءَی التَّحَجُّرُ

ہر طرف شر و فساد کی آگ بھڑک اٹھی ہے اور ہر دل میں قساوت ظاہر ہو گئی ہے

وَقَدْ زُلْزِلَتْ مِنْ ھٰذِہِ الرِّیْحِ دَوْحَةٌ ❊ تَظِلُّ بِظِلٍّ ذِیْ شِفَاءٍ وَتُثْمِرُ

اور اس ہوا سے ہر ایک سایہ دار و ثمر دار درخت ہل رہے ہیں۔

اَرٰی کُلَّ مَحْجُوْبٍ لِدُنْیَاہُ بَاکِیًا ❊ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَبْکِیْ لِدِیْنٍ یُحَقَّرُ

مَیں دیکھتا ہوں کہ ہر ایک اپنی دُنیا کے لئے رو رہا ہے۔ کون ہے جو دین کی مصیبت کے لئے روئے

وَالدِّیْنُ اَطْلَالٌ اَرَاھَا کَلَاھِفٍ ❊ وَدَمْعِیْ بِذِکْرِ قُصُوْرِہٖ یَتَحَدَّرُ

دین کے کھنڈرات کو غمزدہ کی طرح دیکھ رہا ہوں۔ اس کے محلّات کی یاد میں مَیں زار زار روتا ہوں۔

مبارک ہے وہ دل جو دینِ محمد صلے اللہ علیہ وسلّم کا فکر کرے۔ اور خوش قسمت ہے وہ آنکھ جو دین کے لئے آنسو بہاتی ہے۔ کتنا درخشاں تھا ہمارا ماضی اور مستقبل کے لئے خدا کی طرف سے خبریں موجود ہیں۔ لیکن لمحہ فکریہ یہی ہے کہ ہم اس درخشاں مستقبل کو قریب تر لانے کے لئے کیا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو زمین پر لانے کیلئے اپنی تدابیر کو انتہا تک پہنچانے کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔

خدا کے وعدے تو انشاء اللہ اپنے وقت پر ضرور پورے ہوں گے۔ ہمیں یہ تو ضرور غور کرنا چاہیئے کہ اُس تقدیر کو پورا کرنے کے لئے ہماری سعی کی کیا کیفیّت ہے۔

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ

وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ

اے اللہ اس کی مدد فرما جو دین محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مدد کرتا ہے اور ہمیں ان سے بنا اور اس کو بے یار و مددگار رہنے دے جو دین محمّد صلے اللہ علیہ وسلّم کی فکر نہیں کرتا۔ اور ہمیں ان میں سے نہ بنائیو۔

در مدح صاحبزادہ عبداللطیف شہید

بنگر ازیں شوخی ازاں شیخ عجم

اِس عجمی بزرگ کی جرأت تو دیکھ

نقد جاں از بہر جاناں باختہ ⁂ دل ازیں فانی سراپرداختہ
محبوب کی خاطر اس نے جان کا نذرانہ دے دیا ۔ اور اس فانی دُنیا سے منہ موڑ لیا

پُرخطر ہست ایں بیابانِ حیات ⁂ صد ہزاراں اژدہائش در جہات
یہ زندگی کا بیاباں پُرخطر ہے ۔ اور اس میں ہر طرف لاکھوں اژدہا ہیں

صد ہزاراں آتشے تا آسماں ⁂ صد ہزاراں سیل خونخوار و دماں
آسمان تک لاکھوں آگیں ہیں ۔ اور لاکھوں خونی سیل رواں ہیں

بنگر ایں شوخی ازاں شیخ عجم ⁂ ایں بیاباں کردطے از یک قدم
اس عجمی بزرگ کی جرأت تو دیکھ ۔ اس بیاباں کو ایک جست میں طے کر گیا

بے شک دُنیا کے علائق و عوائق لاتعداد ہیں۔ شاہراہِ حیات خطرات سے پُر ہے اس راہ میں مصائب کے پہاڑ کھڑے ہیں۔ لیکن خدا کے پیارے بندے ان مصائب اور عوائق کو یوں پھلانگ جاتے ہیں۔ جیسے ایک مشّاق کھلاڑی ۔

عشق و محبت میں وہ قوّت اور طاقت ہے کہ دُنیا کی تمام طاقتیں اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ خدا کے پیارے خدا کی راہ میں ان مصائب کو خندہ پیشانی سے جھیلتے ہیں۔ بہت خوب فرماتے ہیں

کس بہر کسے سر نہ دہد جان نفشاند ⁂ عشق است کہ ایں کار بصد شوق کناند
کہ کوئی کسی کی خاطر سر نہیں کٹواتا ۔ جان نہیں دیتا ۔ عشق ہے جو اِس کام کو بصد شوق کرواتا ہے ۔

روشن ستارے

غلام باری سیف

حاملِ لوائے اسلام خوشنوا حضرت سالمؓ

سالم بن معقل یا سالم بن عبید ابو حذیفہ کے غلام تھے۔ کنیت ان کی ابو عبداللہ تھی۔ اصطخر (ایران) کے رہنے والے تھے۔ غلاموں میں سے بڑے صاحبِ فضیلت اور اکابر صحابہ میں سے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے لئے چار صحابہ کی طرف رجوع کرنے کے لئے فرمایا تھا۔ سالم رضی اللہ عنہ اُن میں سے ایک تھے۔ یہ مہاجرین میں سے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل انہوں نے ہجرت کی۔ مدینہ میں یہ نماز کی امامت اس لئے کرتے تھے کہ ان کو قرآن زیادہ یاد تھا۔

ایک بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سُنا کوئی قرآن پڑھ رہا ہے اور بہت خوش الحان ہے۔ آپ چادر لے کر آواز کے پیچھے نکلے۔ دیکھا کہ سالم قرآن پڑھ رہے ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خدا کا شکر ہے جس نے میری اُمّت میں تجھ جیسے آدمی پیدا کئے"۔ حضرت عمرؓ فاروق کی رائے سالمؓ کے حق میں بہت اچھی تھی۔ اپنی وفات کے وقت جب آپ نے انتخاب خلافت کے لئے ایک بورڈ کی تشکیل کی تو فرمایا۔ اگر سالمؓ زندہ ہوتے تو میں بورڈ تشکیل نہ دیتا۔ حضرت ابو حذیفہ نے سالمؓ کو اپنا متبنّٰی یعنی منہ بولا بیٹا کہا۔ اور اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولید سے ان کی شادی کر دی۔

ایک روایت میں ہے کہ ابو حذیفہ کی بیوی سہلۃ نے ان کو دُودھ پلا کر اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ آپ سب غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے

جنگ یمامہ میں اسلامی لشکر کا جھنڈا اُن کے سپرد کیا گیا۔ کسی نے کہا یہ جھنڈا کسی مضبوط آدمی کے سپرد کیا جائے۔ یہ سُنا تو انہوں نے کہا اگر میں اس جھنڈے کی حفاظت نہ کر سکوں تو پھر قرآن کا بہت بُرا حافظ ہوں۔ چنانچہ جنگ میں جب ان کا دایاں ہاتھ کٹا تو جھنڈا بائیں ہاتھ میں تھام لیا۔ جب وہ بھی کٹا تو جھنڈے کو سینے سے لگا لیا اور یہ آیت پڑھتے ہوئے جان دے دی وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا۔ کتنے نبی ہیں کہ اُن کے ساتھ ہو کر خدا کے راستباز بندوں نے جنگ کی۔ اور انہوں نے کسی قسم کی کمزوری نہیں دکھائی۔ (آل عمران آیت ۱۴۷)

ساریہؓ بن زنیم کنانی

تیئیس ہجری کا واقعہ ہے۔ ساریہ بن زنیم۔ ایران میں فسا اور دارا بجرد میں کُردوں سے معرکہ آزما تھے کہ کفر کی فوجیں ہر طرف سے مسلمانوں کے خلاف اُمڈ آئیں۔ حضرت عمرؓ کو رات خواب میں لشکر کفار کی تعداد اور مسلمانوں کی پوزیشن دکھائی گئی۔

مسلمان صحراء میں ڈیرے ڈالے تھے۔ اگر وہ وہاں مقیم رہتے تو دشمن کی فوج اُن کو گھیرے میں لے لیتی۔ لیکن اگر وہ ہٹ کر

پہاڑ کو اپنی پشت پر لیکر خیمہ زن ہو جاتے تو پھر دشمن صرف سامنے ہی کی طرف سے حملہ آور ہو سکتا تھا۔

اُدھر حضرت عمرؓ مدینہ میں جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے کہ خطبہ کے دوران اُن کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ یا ساریۃ الجبل۔ الجبل اے ساریہ پہاڑ کی طرف آجاؤ۔ پہاڑ کی طرف۔ صحابہ حیران رہ گئے یہ کیا کہ امیرالمومنین نے مضمون سے ہٹ کر یہ الفاظ کہے۔ جو بظاہر بے تعلق ہیں۔ نماز کے بعد حضرت علیؓ نے عرض کی یہ کیا معاملہ تھا؟ فرمایا کیا میں نے یہ الفاظ کہے ہیں؟ فرمایا میں نے دیکھا مشرکوں نے ہمارے لشکر کو شکست دے دی۔ پھر میں نے دیکھا وہ پہاڑ کے پاس سے گذر رہے ہیں۔ اگر وہ اس کو اپنی پشت پر رکھ کر لڑیں تو کامیاب ہو جائیں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو ہلاکت یقینی ہے۔ اس پر میری زبان سے وہ فقرے نکلے جو تم نے سُنے۔ تاریخ الکامل میں ہے کہ آپ نے جب یہ فقرہ کہا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ اللہ کے بھی لشکر ہیں۔ شائد وہ اُن کو یہ پہنچا دیں۔ (تاریخ الکامل لابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۴۲)

ساریہؓ نے سینکڑوں میل دُور اُسی وقت یہ آواز سُنی اور انہوں نے پہاڑ کے دامن میں فوجوں کو ترتیب دیا اور دشمن کو شکست دی۔ ساریہؓ نے قاصد کے ذریعہ مدینہ یہ خوشخبری پہنچائی۔ مدینہ کے رہنے والوں نے قاصد سے پوچھا تو اس نے بتلایا۔ ہاں ہم نے جمعہ کے روز اسی وقت عمرؓ کی آواز سُنی۔ یا ساریۃ الجبل الجبل۔ اے ساریہ پہاڑ کے دامن میں آجاؤ۔ پہاڑ کے دامن میں آجاؤ۔ چنانچہ ہم پہاڑ کی طرف ہٹ آئے اور خدا تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۴)

ضروری کوائف قیادت اصلاح وارشاد برائے سال ۸۱-۱۹۸۰ء

محمد اسماعیل منیر
قائد اصلاح وارشاد مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

نمبر شمار	عنوان	سال ۱۹۸۰ء	سال ۱۹۸۱ء جنوری تا اگست (۸ ماہ)
۱	مجالس مذاکرہ کی تعداد	۱۳۲	۸۴۷ جن میں سے ۲۹ مقامات پر صدر محترم نے شرکت فرمائی۔
۲	ناظرین کے وفود مرکز میں لائے گئے	-	۱۴۵
۳	افراد جو زیارت کیلئے مرکز میں لائے گئے	۸۱۵	-
۴	بیعتیں جو ہمارے ریکارڈ میں آئیں	۸۳	۳۰۶
۵	تبلیغی وفود بھجوائے گئے۔	۱۲۳	۴۵۶
۶	کتنا لٹریچر تقسیم ہوا۔	۴۴,۷۴۵	-
۷	کتنے دوستوں کو لٹریچر دیا گیا۔	-	۲۱,۶۵۹
۸	کتنا لٹریچر شائع ہوا۔	-	رسالہ وصال ابن مریم = ۲,۰۰۰ ۔ خاتم النبیین = ۲,۰۰۰ ۔ دو ورقے { ہمارا خدا ۵,۰۰۰ ۔ ہمارا مذہب ۵,۰۰۰ ۔ زندہ رسول ۵,۰۰۰ ۔ زندہ کتاب ۵,۰۰۰
۹	سلائیڈز لیکچر	۸۸	۲۴۵
۱۰	تبلیغی خطوط لکھے گئے۔	-	۱,۴۷۸
۱۱	تبلیغی کیسٹ بیرون ممالک بھجوائے گئے۔	-	۷
۱۲	مرکزی نمائندگان		۷۵ اجلاس میں مرکز سے ۲۳ نمائندگان نے شمولیت کی جو ایک سے زائد بار دوروں پر گئے۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ

غلام باری سیفؔ

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عاشق اور فدائی رفیقوں میں سے تھے۔ بہت خوش الحان اور جہیر الصوت تھے۔ ۱۸۹۶ء میں ایک معقول ملازمت چھوڑ کر مستقل طور پر قادیان ہجرت کر آئے۔ اور امام الصلوٰۃ مقرر ہوئے۔ تقریر اور تحریر دونوں میں کمال رکھتے تھے۔ حضور کی بعض کتب کا فارسی میں ترجمہ کرنے کی انہیں سعادت حاصل ہوئی بمثلاً التبلیغ جو آئینہ کمالاتِ اسلام کا عربی حصّہ ہے اور ایام الصلح اُردو کا فارسی ترجمہ۔

لیکچر "اسلامی اصول کی فلاسفی" جو جلسہ مذاہبِ عالم میں پڑھا گیا۔ اس کو پڑھنے کی سعادت بھی آپ کو نصیب ہوئی۔ اس مضمون کی سطر سطر پر حضرت اقدس نے دُعا کی تھی اور قبل از وقت اشتہار دے دیا تھا کہ "یہ مضمون سب پر غالب رہے گا"۔ یہ کتاب اَب تک لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکی ہے۔ دُنیا کی مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ حضور کا مضمون ہی بے مثال تھا اس پر مستزاد مولوی صاحب کا بیان کہ حاضرین وجد میں آگئے۔ اور منتظمین جلسہ نے حاضرین کے اصرار پر جلسہ کا ایک دن بڑھایا تا مضمون پُورا سُنا جا سکے۔

حضرت مولوی صاحب کی طبیعت میں جلالی شان غالب تھی۔ آپ کو الہاماً　　　　کالیڈر قرار دیا گیا۔ ساری عمر جماعت کے امام الصلوٰۃ اور خطیب رہے۔ حضرت اقدس نے بھی آپ کی امامت میں نمازیں ادا فرمائیں۔

سیالکوٹ کے قیام کے زمانہ میں حضرت اقدس کی رہائش کشمیری محلہ میں تھی۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بھی اسی کشمیری محلّہ کے رہنے والے تھے۔ آپ صدر میں اہلحدیث کی مسجد کے امام تھے۔ نیچری خیالات کی طرف کچھ مائل تھے۔

۱۸۶۸ء میں حضرت اقدس نے اپنے والد محترم کی اجازت سے ملازمت سے استعفٰی دے دیا اور قادیان تشریف لے آئے۔ اس کے بعد ۱۸۷۷ء میں جب آپ سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ اور پھر ۱۸۹۲ء میں جماعت　　سیالکوٹ کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ اس دعوت کے لئے جماعت سیالکوٹ نے حضور کی خدمت میں جو وفد بھجوایا تھا حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اس وفد کے ممبر تھے۔ ۱۹۰۴ء میں بھی حضور سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ اس موقعہ پر حضور نے مہاراجہ جموں کی سرائے میں پبلک لیکچر دیا تھا۔ اس بار عشّاق کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اور لوگ کہتے تھے کہ اس سے بڑا ہجوم کسی کے لیکچر میں کبھی سیالکوٹ میں نہیں ہُوا۔ اس جلسہ کے صدر حضرت مولانا نورالدین تھے اور تلاوت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے کی تھی۔

کسی نے ایک بار حضرت مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ تو بہت خوش بیان واعظ تھے۔ حدیث کے عالم تھے۔ آپ نے مرزا صاحب کی بیعت سے کیا لیا۔ آپ نے جواب دیا۔ پہلے لوگوں کو رُلاتا تھا خود رونا نہ آیا تھا۔ مرزا صاحب کی بیعت کے بعد خود رونا آیا۔ کیا خوب بات

کبھی آپ نے ۔کیا عمدہ تجزیہ کیا ۔

آپ نے حضرت اقدس کی سیرت پر ایک مختصر کتاب تالیف فرمائی ۔لیکن بہت جامع و مانع ۔اس میں آپ نے لکھا ۔ دس بارہ سال کے مشاہدہ کے بعد میں یہ کتاب لکھ رہا ہوں ۔کتاب سے آپ کے عمدہ ذوق اور عمیق نظر کا پتہ چلتا ہے ۔اس کے علاوہ دوسری کتب خلافت راشدہ ۔ القول الفصیح فی اثبات حقیقۃ المسیح اور دعوۃ الندوہ ہیں۔آپ اگر حضرت اقدس کے عاشق زار تھے ۔تو حضور بھی آپ سے بہت محبت رکھتے تھے ۔حتیٰ کہ ایک بار اندرون خانہ عورتوں میں یہ ذکر چھڑ گیا کہ حضور کو حضرت مولوی نورالدین صاحب سے زیادہ محبت ہے یا حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے ۔اور اس کا فیصلہ یوں ہوا کہ جب حضرت اقدس گھر تشریف لائے تو حضرت اماں جان نے کہا آپ کے دو دوست ۔حضور نے فوراً فرمایا کیا ہوا مولوی نورالدین صاحب کو ؟ ۔

تذکرہ میں حضرت اقدس کی رؤیا ،کشوف اور الہامات میں قریباً بیس جگہ آپ کا ذکر ہے ۔حضرت مولوی صاحب بیمار ہوئے تو حضور ان کی تکلیف کی وجہ سے بے چین ہو جاتے تھے ۔جب آپ کا وصال ہوا تو حضرت اقدس نے فرمایا :۔

" مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات پر حد سے زیادہ غم کرنا اور اس کی نسبت یہ خیال کر لینا کہ اس کے بغیر اب فلاں حرج ہوگا ۔ایک قسم کی مخلوق کی عبادت ہے ۔"　　　(ماخوذ از تذکرہ صفحہ ۵۶۶)

ی کوئی خدمت ۔بعد کی بڑی سے بڑی خدمت سے بھی افضل ہے ۔　　　کے ساتھیوں کا انتخاب بھی خدا کے فضل اور اس کی مشیت سے ہوا ہے اور　　　، زبان یا قلم کا ایک تعریفی کلمہ کسی کے لئے بہت بڑی سعادت اور شفاعت کا موجب ہے ۔حضرت اقدس نے اپنی کتب میں کئی جگہ حضرت مولوی صاحب کی تعریف فرمائی ۔ایک مکتوب بنام مولوی صاحب میں حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں :۔

" میری جماعت میں آپ دو ہی آدمی ہیں ۔جنہوں نے میرے لئے اپنی زندگی دین کی راہ میں وقف کر دی ہے ۔ایک آپ ہیں اور ایک مولوی حکیم نورالدین صاحب ۔ ابھی تیسرا آدمی پیدا نہیں ہوا ۔"　　　(سیرت حضرت اقدس از مولانا عبدالکریم صاحب صفحہ ۳۲)

آئینہ کمالاتِ اسلام میں زیرِ عنوان " ذکر بعض الانصار ۔شکراً لنعمۃ اللہ الغفار " کے تحت حضور ذکر فرماتے ہیں :۔

" حبّی فی اللہ مولوی عبدالکریم سیالکوٹی سلّمہ اللہ نے میرے اس خط کے ترجمہ میں میری مدد کی ہے ۔آپ میرے مخلص عشاق میں سے ہیں ۔ اللہ انہیں اس کی جزا دے ۔"

سنہ ۱۸۹۲ء کے جلسہ منعقدہ ۲۷ دسمبر میں جو مخلص شریکِ جلسہ ہوئے ان کی فہرست آئینہ کمالاتِ اسلام میں حضور نے دی ہے ۔حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا نام اس میں آٹھویں نمبر پہ ہے ۔

" اپنی کتاب " ست بچن " میں بابا نانک کے مسلمان ہونے اور اُن کے چولہ کا ذکر حضور نے فرمایا ۔اس میں ڈیرہ بابا نانک چولہ دیکھنے کے لئے جو خوش نصیب حضور کے ہمراہ تھے ان میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بھی تھے ۔

اپنی کتاب ازالہ اوہام میں حضرت اقدس مولوی عبدالکریم صاحب کے بارہ میں فرماتے ہیں :۔

" مولوی صاحب ! اس عاجز کے یکرنگ دوست اور مجھ سے ایک سچی اور زندہ محبت رکھتے ہیں ۔ اور اپنے اوقاتِ عزیز کا

اکثر حِصّہ انہوں نے تائیدِ دین کے لئے وقف کر رکھا ہے ۔ اُن کے بیان میں ایک اثر ڈالنے والا جوش ہے ۔ اخلاص کی برکت اور نورانیت اُن کے چہرہ سے ظاہر ہے ۔ میری تعلیم کی اکثر باتوں سے وہ متفق الرائے ہیں ۔ مگر میرے خیال میں ہے کہ شائد بعض سے نہیں ۔ لیکن اخویم مولوی حکیم نورالدین کے انوارِ صحبت نے بہت سا نورانی اثر ان کے دل پر ڈالا ہے ۔ اور نیچریت کی اکثر خشک باتوں سے وہ بیزار ہوتے جاتے ہیں ...... مجھے یقین ہے کہ مولوی صاحب اپنی محبت کے پاک جذبات کی وجہ سے اور بھی ہمرنگی میں ترقی کریں گے اور اپنی بعض معلومات میں نظرِ ثانی فرمائیں گے ۔" (ازالہ اوہام ص۵۲۳، ص۵۲۴ روحانی خزائن)۔

یہاں یہ واضح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے اور اس اقتباس کے آخری حِصّہ سے بھی ظاہر ہے کہ مولوی صاحب ابتداء میں نیچریت سے متأثر تھے ۔ جیسے کہ حضرت نواب محمد علی صاحب شیعہ خیالات سے متأثر تھے ۔ لیکن، صحبت سے پھر وہ خیالات بدل گئے ۔ اور یہ بزرگ اسی رنگ میں رنگین ہو گئے ۔

حضرت مولوی صاحب کو تقریر اور تحریر میں یدِطُولیٰ حاصل تھا ۔ ان کی تحریرات پڑھ کر اُن کے اعلیٰ ادبی ذوق اور نکتہ رسی کا اندازہ ہوتا ہے ۔ ایک موقعہ پر آپ نے جمعہ کی نماز پڑھائی ۔ خطبہ میں حضرت اقدس بھی موجود تھے ۔ حضرت مولوی صاحب کے اس خطبہ کے ایک ایک لفظ سے عشقِ حضرت اقدس کی آگ کے شعلے بلند ہوتے ہیں ۔ آپ کے خطبات کو عرفانی کبیر صاحب نے خطباتِ کریمیہ کے نام سے چھپوایا تھا ۔

طبیعت میں غیرت بھی بہت تھی ۔ غلط بات کو برداشت نہ کر سکتے اور سختی سے اس سے روکتے تھے ۔

حضرت مولوی صاحب کو ذیابیطس کی مرض لاحق تھی ۔ آخری عمر میں کاربنکل کا پھوڑا نکل آیا ۔ جس کے کئی اپریشن بھی ہوئے ۔ لیکن مرض بڑھتا گیا جُوں جُوں دَوا کی ۔ دُعا اور علاج پر خدا کی تقدیر غالب آئی کہ پہلے سے خبر دی گئی تھی ۔

" دو شہتیر ٹوٹ گئے" (تذکرہ ص۵۶۱) ۔ "اِنّ المنایا لاتطیش سہامہا" (تذکرہ ص۵۵۹) ۔ کہ موتوں کے تیر خطا نہیں جاتے ۔ اور کشف میں آپ کو کفن میں لپیٹے دکھایا گیا تھا ۔ (تذکرہ ص۵۵۹) ۔

چنانچہ گیارہ اکتوبر ۱۹۰۵ء بروز بدھ سینتالیس ۴۷ سال کی عمر میں آپ دُنیائے فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے ۔ آپ کی تعریف میں فارسی میں ایک نظم کہی جو آپ کی قبر کے سرہانے کتبہ پر بھی لکھ دی گئی اس کے چند اشعار یہ ہیں ۔

کے تواں کردن شمارِ خوبیٔ عبدالکریم ۔ آنکہ جاں داد از شجاعت بر صراطِ مستقیم
حامیٔ دیں آنکہ یزداں نام او لیڈر نہاد ۔ عارفِ اسرارِ حق گنجینۂ دینِ قویم
صدق در زہد و بصدق کاملِ اخلاصِ خویش ۔ موردِ رحمت شد اندر درگہِ رَبِّ علیم
گرچہ جنسِ نیکواں ایں چرخ بسیار آورد ۔ کم بزاید مادرے بایں صفا دُرِّ یتیم

عبدالکریم کے محاسن کس طرح بیان کئے جا سکتے ہیں کہ اس نے دلیری سے صراطِ مستقیم پر جان دے دی ۔ وہ دینِ متین کے معین و مددگار تھے ۔ خدا نے اس کا نام لیڈر رکھا ۔ وہ حق و صداقت کا عارف اور دینی علوم کا مخزن تھا ۔ وہ زہد و صدق و اخلاص میں یکتا تھا ۔ وہ ربِّ علیم کی درگاہ میں رحمت کا مورد ہو گیا ۔ آسمان نے اس جنس کے بہت موتی پیدا کئے مگر اس یکتا موتی جیسے کم ہی موتی پیدا کئے ہوں گے ۔

اے اللہ آنے والی نسل کو ان بزرگوں کے اخلاص۔ زہد۔ حلم اور عشق کے رنگ میں رنگ دے کہ تیرے رنگ سے کوئی رنگ بہتر نہیں۔ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ۔

بہشتی مقبرہ کے قیام کے بعد پہلی قبر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی ہی اس میں بنائی گئی۔ تدفین کے وقت آپ کو امانتاً دفن کیا گیا تھا۔

خُدا کے مجرم

قدرتِ ثانیہ کے دوسرے مظہر حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

" جو لوگ راتوں کو تہجد کے لئے اس لئے نہیں اُٹھتے کہ وہ اُٹھ نہیں سکتے اور جو لوگ سردی کی چودہ چودہ گھنٹے کی راتیں بستروں میں گذار دیتے ہیں۔ اور اُٹھ کر تہجد نہیں پڑھتے خدا کے مجرم ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنے عمل سے بتا دیا ہے کہ وہ گرمی کی آٹھ آٹھ گھنٹے کی راتوں میں جب مہینہ بھر اٹھتے رہے تو چودہ گھنٹے کی رات میں کیوں اٹھ نہیں سکتے۔ کیا وہ شخص جو آٹھ گھنٹے کی رات میں سحری کے لئے اٹھتا ہے اور ساتھ ہی تہجد بھی پڑھتا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں پندرہ گھنٹے کی رات میں نہیں اُٹھ سکتا۔ اگر تم نہیں اُٹھ سکتے تھے تو آٹھ گھنٹہ کی رات میں کیسے اُٹھے۔ پس اس طرح تم اللہ تعالیٰ کے حضور اقراری مجرم ہو گئے۔

اس لئے میں کہتا ہوں کہ رمضان اور عید سے سبق حاصل کرو۔ میں نے اسی لئے کل ہدایت کی تھی کہ پہلے کی طرح آج کی رات بھی اٹھو۔ تہجد پڑھو اور دعائیں کرو۔ کیونکہ ہمارے بزرگوں کا طریق تھا کہ جب کوئی نیک کام کرتے تھے۔ تو پھر دوبارہ شروع کر دیتے تھے: تا سلسلہ نہ ٹوٹے لوگ عموماً رات کو زیادہ سوتے ہیں۔ حالانکہ اس رات میں زیادہ جاگنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ اوّل کا قاعدہ تھا کہ آپ جب قرآن کریم ختم کرتے تو خاتمہ کے ساتھ پھر سورۃ فاتحہ پڑھتے: تاکہ قرآن کا سلسلہ پھر شروع ہو جائے۔ اسی طرح جب رمضان ختم ہو گیا۔ اور شوال شروع ہوا تو میں نے چاہا کہ رمضان کے بعد شوال کے پہلے دن لوگوں کو کھڑا کر دوں۔ تاکہ دوسرا حساب شروع ہو جائے۔ اور نیکی کا سلسلہ ٹوٹ نہ جائے۔ پس چونکہ آپ لوگ رمضان کے تیس دن کے علاوہ ایک دن شوال کا بھی جاگے ہو اور یہ کل اکتیس دن ہو گئے۔ اب بقیہ گیارہ مہینوں میں رات کو اٹھنا تمہارے لئے کیا مشکل ہے سوائے بیماری کے جس میں نماز کے فرائض بھی جمع کرنے کی اجازت ہے۔ اور کوئی مجبوری نہیں۔ پس چونکہ تہجد کا پڑھنا خدا کے قرب کے حصول کیلئے بہت بڑا مددگار ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک صحابی کے متعلق فرمایا کہ فلاں شخص بہت اچھا ہے بشرطیکہ رات کو اٹھے۔ اس لئے اس سلسلہ کو جاری رکھو اور رمضان میں جو کام تم نے شروع کیا ہے۔ اسے ختم نہ ہونے دو۔" (الفضل ۸ جون ۱۹۲۲ء)

نماز مومن کی معراج ہے (ارشادِ رسولؐ)

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نماز کے بارہ میں فرمودات

(یہ مقالہ مکرم مولانا محمد شفیع صاحب اشرف مربی سلسلہ نے اجتماع انصار اللہ ۱۹۸۰ء پر پڑھا۔)

نماز کی اہمیت

فرمایا:- "نماز ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم اسلام لائی۔ اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمیں نماز معاف فرما دی جائے۔ کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں۔ مویشی وغیرہ کے سبب سے کپڑوں کا کوئی اعتماد نہیں ہوتا۔ اور نہ ہمیں فرصت ہوتی ہے۔ تو آپؐ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ دیکھو جب نماز نہیں تو ہے ہی کیا؟ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔۔۔۔۔۔" (ملفوظات جلد پنجم صـ۲۵۳)

جنّت نماز کی لذّت ہے

"نماز خدا کا حق ہے۔ اسے خوب ادا کرو۔ اور خدا کے دشمن سے مداہنت کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ دین کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزہ دُنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے۔۔۔۔۔۔ قرآن شریف میں دو جنّتوں کا ذکر ہے۔ ایک اُن میں سے دُنیا کی جنّت ہے۔ اور وہ نماز کی لذّت ہے۔" (ملفوظات جلد ششم صـ۳۷)

خدا سے تعلّق نماز کے ذریعہ قائم کرو

"عبودیت کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلّم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے۔۔۔۔۔ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق، حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو۔ تو نماز پر کاربند ہو جاؤ۔ اور ایسے کاربند نہ ہو کہ نہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان۔ بلکہ تمہاری رُوح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔" (ملفوظات جلد نہم صـ۱۵)

نماز وقت پر ادا کرو

فرمایا:- "میں طبعاً اور فطرتاً اس کو پسند کرتا ہوں کہ نماز اپنے وقت پر ادا کی جاوے

اور نماز موقوتہ کے مسئلہ کو بہت ہی عزیز رکھتا ہوں بلکہ سخت مطر میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ نماز اپنے وقت پر ادا کی جائے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶۳)

نماز کا طریق

فرمایا:۔ "نماز ایسے ادا نہ کرو جیسے مُرغی دانے کے لئے ٹھونگیں مارتی ہے۔ بلکہ سوز و گداز سے ادا کرو۔ اور دعائیں بہت کرو۔ نماز مشکلات کی کنجی ہے۔ ماثورہ دعاؤں اور کلمات کے سوا اپنی مادری زبان میں بہت دُعا کیا کرو۔ تا اس سے سوز و گداز کی تحریک ہو۔ اور جب تک سوز و گداز نہ ہوا سے ترک مت کرو۔ کیونکہ اس سے تزکیۂ نفس ہوتا ہے۔ اور سب کچھ ملتا ہے۔ چاہئیے کہ نماز کی جس قدر جسمانی صورتیں ہیں۔ ان سب کے ساتھ دل بھی ویسے ہی تابع ہو۔ اگر جسمانی طور پر کھڑے ہو تو دل بھی خدا کی اطاعت کے لئے ویسے ہی کھڑا ہو۔ اگر جُھکو تو دل بھی ویسے ہی جُھکے۔ اگر سجدہ کرو تو دل بھی ویسے ہی سجدہ کرے۔ دل کا سجدہ یہ ہے کہ کسی حال میں خدا کو نہ چھوڑے۔ جب یہ حالت ہوگی تو گناہ دُور ہونے شروع ہو جاویں گے۔" (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۳۶۷)

تارک الصّلوٰۃ

فرمایا:۔ "حقیقت میں جو شخص نماز کو چھوڑتا ہے وہ ایمان کو چھوڑتا ہے۔ اس سے خدا کے ساتھ تعلقات میں فرق آجاتا ہے۔ اُس طرف سے فرق آیا تو معاً اُس طرف سے بھی فرق آجاتا ہے۔" (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۲۵)

نماز کسوٹی ہے

فرمایا:۔ "انسان کی خدا ترسی کا اندازہ کرنے کے لئے اُس کے التزام نماز کو دیکھنا کافی ہے کہ کس قدر ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ جو شخص پورے پورے اہتمام سے نماز ادا کرتا ہے۔ اور خوف اور بیماری اور فتنہ کی حالتیں اُس کو نماز سے روک نہیں سکتیں وہ بے شک خدا تعالیٰ پر ایک سچا ایمان رکھتا ہے۔" (روحانی خزائن جلد دوم۔ ازالہ اوہام صفحہ ۵۴۰)

بیعت کنندہ کو نصیحت

حضور نے بیعت کی شرطوں میں سے تیسری شرط یہ رکھی کہ

"بیعت کنندہ سچے دل سے اس بات کا عہد کرے...... کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسولؐ کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں

کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا ورد بنائے گا۔" (روحانی خزائن جلد دوم - ازالہ اوہام ص۵۶۴، (اشتہار تکمیل تبلیغ)

فرمایا:۔ "جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔" (کشتی نوح)

بہترین وظیفہ نماز ہے

ایک صاحب نے حضور سے سوال کیا کہ بہترین وظیفہ کیا ہے۔ حضور نے جواب میں فرمایا:۔

"نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں حمد الٰہی ہے۔ استغفار ہے اور درود شریف ہے۔ تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے ہر قسم کے غم و ہم دور ہوتے ہیں۔ اور مشکلات حل ہوتی ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اگر ذرا بھی غم پہونچتا تو آپ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اسی لئے فرمایا ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۔ اطمینان و سکینت قلب کے لئے نماز سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں۔

فرمایا:۔ "....میرے نزدیک سب وظیفوں سے بہتر وظیفہ نماز ہی ہے۔ نماز ہی کو سنوار سنوار کر پڑھنا چاہیئے۔ اور سمجھ سمجھ کر پڑھو اور مسنون دعاؤں کے بعد اپنے لئے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو۔ اس سے تمہیں اطمینان قلب حاصل ہوگا۔ اور سب مشکلات خدا تعالیٰ چاہے گا تو اسی سے حل ہو جائیں گی۔ نماز یادِ الٰہی کا ذریعہ ہے اسی لئے فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔"

(ملفوظات جلد پنجم ص۴۳۳)

فرمایا:۔ "نماز کو رسم اور عادت کے رنگ میں پڑھنا مفید نہیں بلکہ ایسے نمازیوں پر تو خود خدا تعالیٰ نے لعنت اور ویل بھیجا ہے۔ چہ جائیکہ ان کی نماز کو قبولیت کا شرف حاصل ہو۔ ویلٌ لِلْمُصَلِّیْن خود خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یہ اُن نمازیوں کے حق میں ہے جو نماز کی حقیقت اور اس کے مطالب سے بے خبر ہیں۔ صحابہؓ تو خود عربی زبان رکھتے تھے۔ اور اس کی حقیقت کو خوب سمجھتے تھے مگر ہمارے واسطے یہ ضروری ہے کہ اس کے معانی سمجھیں اور اپنی نماز میں اس طرح حلاوت پیدا کریں۔

(ملفوظات جلد دہم ص۱۲۴)

باجماعت نماز کی ایک حکمت

"اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ تمام انسانوں کو ایک نفسِ واحد کی طرح بنا دے۔ اس کا نام وحدتِ جمہوری ہے۔ جس سے بہت سے انسان بحالتِ مجموعی ایک انسان کے حکم میں سمجھا جاتا ہے۔ مذہب سے بھی یہی منشاء ہوتا ہے کہ تسبیح کے دانوں کی طرح وحدتِ جمہوری کے ایک دھاگہ میں سب پروئے جائیں۔ یہ نمازیں باجماعت جو ادا کی جاتی ہیں۔ وہ بھی اسی وحدت کے

لئے ہیں تاکہ کل نمازیوں کا ایک وجود شمار کیا جائے اور آپس میں مل کر کھڑے ہونے کا حکم اس لئے ہے کہ جس کے پاس زیادہ نور ہے وہ دوسرے کمزور میں سرایت کر کے اُسے قوت دیوے۔ حتّٰی کہ حج بھی اسی لئے ہے۔ اس وحدتِ جمہوری کو پیدا کرنے اور قائم رکھنے کی ابتداء اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے کی ہے کہ اوّل یہ حکم دیا۔ کہ ہر ایک محلّہ والے پانچ وقت نمازوں کو باجماعت محلّہ کی مسجد میں ادا کریں تاکہ اخلاق کا تبادلہ آپس میں ہو۔ اور انوار مل ملا کر کمزوری کو دُور کر دیں۔ اور آپس میں تعارف ہو کر اُنس پیدا ہو جاوے۔ تعارف بہت عمدہ شے ہے۔ کیونکہ اس سے اُنس بڑھتا ہے جو کہ وحدت کی بنیاد ہے۔ حتّٰی کہ تعارف والا دشمن ایک ناآشنا دوست سے بہت اچھا ہوتا ہے۔ کیونکہ جب غیر ملک میں ملاقات ہو تو تعارف کی وجہ سے دلوں میں اُنس پیدا ہو جاتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہوتی ہے کہ کینہ والی زمین سے الگ ہونے کے باعث بغض جو کہ عارضی شئے ہوتا ہے وہ تو دُور ہو جاتا ہے اور صرف تعارف باقی رہ جاتا ہے۔

پھر دوسرا حکم یہ ہے کہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں جمع ہوں کیونکہ ایک شہر کے لوگوں کا ہر روز جمع ہونا تو مشکل ہے۔ اس لئے یہ تجویز کی کہ شہر کے سب لوگ ہفتہ میں ایک دفعہ مل کر تعارف اور وحدت پیدا کریں۔ آخر کبھی نہ کبھی تو سب ایک ہو جاویں گے۔ پھر سال کے بعد عیدین میں یہ تجویز کی کہ دیہات اور شہر کے لوگ مل کر نماز ادا کریں تاکہ تعارف اور اُنس بڑھ کر وحدتِ جمہوری پیدا ہو۔ پھر اسی طرح تمام دُنیا کے اجتماع کے لئے ایک دن عمر بھر میں مقرر کر دیا کہ مکّہ کے میدان میں سب جمع ہوں۔ غرضیکہ اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ آپس میں الفت اور اُنس ترقی پکڑے ......" (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۲۳)

"نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں۔ اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں۔ وہ تمیز جس میں خودی اور خود غرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ وہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۲۴۷)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم قرآن کریم۔ اور احادیثِ نبویؐ اور پھر بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیّہ کے ان ملفوظات کی روشنی میں صحیح طور پر اقامتِ صلوٰۃ کے فریضہ کو ادا کر سکیں۔ اور ہمارا اور ہماری اگلی نسلوں کا تعلق اپنے خالق اور مالک کے ساتھ ہر لحاظ سے مضبوط اور مستحکم ہو اور ہم اُس کے صحیح عبد بن جائیں اور اس کی نصرتوں اور اُس کے فضلوں کو زیادہ سے زیادہ جذب کرتے چلے جائیں۔

آمین اللّٰھمّ آمین۔

گاہے گاہے باز خواں ....!

(مکرم شیخ نصیر احمد صاحب - کراچی)

آج خاکسار اپنے بھائیوں بزرگوں اور خاص طور پر عزیزوں کو قادیان کی سیر کرانا چاہتا ہے۔ میری عمر کے یا کچھ کم و بیش عمر کے اکثر انصار بھائیوں کو تو قادیان کی باتیں یاد ہی ہوں گی۔ لیکن خدام کی اکثریت اور اطفال تو بیشتر ایسے ہوں گے جنہوں نے اس مقدس بستی کو دیکھا بھی نہ ہوگا۔ ہاں حسرت دیدار کس احمدی کے دل میں نہیں۔ اُن کے لئے میرا مشورہ ہے کہ قادیان جانا کوئی مشکل امر نہیں رہا۔ نہ ہی اخراجات کوئی اتنے زیادہ ہوتے ہیں۔ لاہور سے بذریعہ بس قادیان کا کرایہ کوئی پانچ روپے کے قریب ہے۔ اور ویزا لینا کوئی مشکل نہیں۔ وہ ہمّت کریں خدا تعالیٰ ان کی خواہش ضرور پوری کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

غالباً ۱۹۴۱ء کے اوائل میں مجھے تعلیم کے لئے قادیان بھجوایا گیا۔ میری خوشی کی انتہا نہ تھی۔ میرے دو بڑے بھائی یعنی شیخ ناصر احمد صاحب سابق مبلغ سوئٹزرلینڈ اور شیخ منصور احمد صاحب حال لنڈن قادیان میں تھے۔ اوّل الذکر دارالواقفین میں اور ثانی الذکر بورڈنگ ہاؤس تحریک جدید میں رہتے تھے۔ میں چوتھی جماعت میں داخل ہوگیا۔ اور دارالواقفین میں بڑے بھائی جان کے ساتھ ہی رہنا شروع کر دیا۔ چوتھی پاس کرکے پانچویں میں گئے تو بڑی خوشی تھی، کہ اب ہم ہائی سکول میں جارہے ہیں۔ (اس وقت پانچویں جماعت ہائی سکول کے ساتھ ملحق ہوتی تھی) اور ہائی سکول کی عمارت وہ جو پورے پنجاب میں اوّل نمبر پر تھی۔ جسے بعد میں تعلیم الاسلام کالج میں تبدیل کر دیا۔ مجالس مشاورت اسی کے ہال میں ہوتی تھیں۔ اور ہم بڑے شوق سے کرسیاں وغیرہ سیٹ کیا کرتے تھے۔

اس زمانہ میں برادرم محترم شیخ ناصر احمد صاحب غالباً مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے مہتمم خدمت خلق تھے۔ باہر سے آنے والے دُودھ کو بھی چیک کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی دُودھ والے کے دُودھ میں پانی ملا ہوا تھا۔ آپ نے اُس کے برتن لے کر رکھ لئے۔ اس نے غالباً حضور کے پاس شکایت کی۔ حضور نے بھائی جان کو کہا کہ آپ کو یہ اختیار حاصل نہ تھا کہ آپ اس کے برتن رکھ لیتے۔ اور بطور سزا بھائی جان کو ایک ماہ کے مقاطعہ کی سزا سنائی گئی۔ مجھے یاد ہے کہ میرے ساتھ بھی وہ کوئی بات نہ کرتے تھے۔ انہی دنوں ماسٹر صاحب نے مجھے سکول سے کہا کہ فیس لے کر آؤ۔ میں دارالواقفین میں آیا جو اس وقت حضرت ڈاکٹر حاجی خان صاحب مرحوم کی کوٹھی بیت الحکمت میں تھا اور کلاس ہو رہی تھی، میں نے سیڑھیوں میں کھڑے ہو کر رونا شروع کر دیا کہ اب فیس کیسے مانگوں اور نہ لیکر جاؤں تو ماسٹر صاحب ماریں گے۔ اتنے میں میرے ماموں زاد بھائی شیخ عبدالواحد صاحب سابق مبلغ چین۔ ایران وفجی آئے۔ مجھے چُپ کرایا تسلّی دی اور فیس کے پیسے دیئے۔ حضرت مصلح موعود نے کمال شفقت سے غالباً چودہ دن بعد ہی باقی سزا معاف کر دی۔ اُس دن ہمارے ہاں عید کا سماں تھا۔ ورنہ یہ دو ہفتہ کا عرصہ بڑا کٹھن تھا۔

بھائی جان کے ذمہ جمعہ کے دن مسجد   میں لوبان وغیرہ جلانے کا انتظام بھی تھا۔ اور مجھے یاد ہے اور اس یاد پر فخر ہے کہ مجھے یہ سعادت ملتی رہی کہ مٹی کے پیالوں میں جلتے ہوئے کوئلے رکھ کر اُن پر لوبان ڈال کر پوری مسجد میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر وہ پیالے

مَیں بھی رکھا کرتا تھا۔

اس وقت ایک بڑی خواہش مینارہ پر چڑھنے کی بھی ہوتی (جو کہ اب تک ویسی ہی موجود ہے) لیکن بچّوں کو عموماً چڑھنے نہیں دیتے تھے۔ ہم نے جمعہ کے بعد میاں سراج دین صاحب مؤذن کے گرد ہو جانا۔ تو انہوں نے کہنا کہ اچھا میرے ساتھ صحن کی صفیں لپیٹنے میں مدد کرو۔ پھر اجازت دُوں گا۔ چنانچہ ہم نے خوشی خوشی یہ کام کرنا اور انہوں نے مینار کا دروازہ کھول دینا۔ اور ہمیں عصر کی اذان تک اوپر رہنے کی اجازت مل جاتی۔ (اَب کے جب ہم قادیان گئے۔ تو اسی خواہش کی تکمیل میں مینارہ پر چڑھے۔ لیکن چونکہ مرمت کا کام ہو رہا تھا اس لئے دوسری منزل سے آگے نہ جا سکے۔)

اُس وقت کو یاد کرتا ہوں تو دل چاہتا ہے کہ یہی ذکر کرتا رہوں۔ شام کو نماز مغرب کے بعد حضرت مصلح موعود مسجد مبارک میں بالائی چھت کے شہ نشین پر بیٹھ جاتے اور مجلس عرفان شروع ہو جاتی۔ کیا دلفریب ہوتا تھا وہ نظارہ! مسجد مبارک سے یاد آیا کہ مجھے فجر کی نماز کے لئے بھائی جان مسجد مبارک بھجوایا کرتے تا حضور کی اقتدا میں نماز ادا کر سکوں۔ انہوں نے خود چونکہ بی بی سی سے انگریزی خبریں سُن کر ان کا ترجمہ حضور کی خدمت میں بھجوانا ہوتا تھا اس لئے وہ مسجد دارالانوار میں نماز ادا کرتے تھے۔ جہاں مسجد مبارک سے پہلے جماعت ہو جاتی تھی۔ مسجد مبارک میں فجر کی نماز اگر حضور تشریف نہ لاتے تو مولانا سرور شاہ صاحب پڑھاتے تھے اور آپ لمبی نماز پڑھایا کرتے تھے۔ مسجد میں حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ نماز پڑھاتے تھے۔ جو بہت تیز ہوتی تھی۔

اس زمانے کی یادوں میں ایک فرشتہ کا چہرہ بھی یاد آتا ہے۔ یعنی حضرت مولوی شیر علی صاحب۔ وہ عموماً نیچے نظر کئے چلتے تھے لیکن پھر بھی دوسرے کو موقع نہیں دیتے تھے کہ وہ پہلے السلام علیکم کہے۔ ہم کئی دفعہ تاک میں کھڑے ہو جاتے کہ جیسے ہی مولوی صاحب قریب آئیں گے۔ ہم پہلے سلام کہیں گے لیکن ابھی ہمارے خیال میں اتنا فاصلہ ہوتا تھا کہ اتنی دُور سے کسی بزرگ کو السلام علیکم کہنا ہم (اپنی سمجھ کے مطابق) بے ادبی خیال کرتے تھے۔ کہ ان کی طرف سے السلام علیکم کی آواز آجاتی تھی اور ہم اپنا سا منہ لے کر رہ جاتے۔ سُنا ہے کہ ایک دفعہ حضرت سیّد محمود اللہ شاہ صاحب نے آپ کو السّلام علیکم کہنے میں پہل کر دی۔ تو حضرت مولوی صاحب حیران ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اور مڑ کر حضرت شاہ صاحب کو دیکھتے رہے۔ (پتہ نہیں زیرلب کتنی بابرکت دُعائیں اُن کے لئے مولوی صاحب کے دل سے نکلی ہوں گی۔)

۱۹۴۲ء کی گرمیوں کی تعطیلات میں جب مَیں سندھ اپنے گھر گیا۔ تو پتہ نہیں کن حالات کی بناء پر میرا قادیان پڑھنا ملتوی کر دیا گیا۔ اور مَیں وہیں سندھ میں سکول میں داخل کروا دیا گیا۔ مجھے یاد ہے کہ قادیان چھوڑنے کا مجھے اس قدر رنج ہُوا کہ کئی دن تک مَیں روتا اور ضد کرتا رہا۔ (اور یہ افسوس آج بھی قائم ہے)۔

۱۹۴۶ء کے غالباً مارچ میں مجھے چند دنوں کے لئے قادیان جانے کا موقعہ ملا۔ بڑی خوشی ہوئی جس دن قادیان سے واپس جانے کے لئے ریل میں سوار ہُوا۔ تو ریل کے چلنے پر مجھے یاد ہے کہ مَیں دروازہ میں کھڑا رہا اور جب تک مینارۃ نظر آتا رہا۔ میری آنکھوں سے آنسوؤں کا تار جاری رہا۔ مَیں حیران ہوتا ہوں کہ ۱۷ - ۱۸ سال کے نوجوان سے اس امر کی توقع مشکل نظر آتی ہے کہ وہ اس لا اُبالی عمر میں اتنا جذباتی ہو جاوے۔ لیکن جب پاکستان بن گیا اور قادیان ہم سے بچھڑ گیا تو مجھے پتہ چلا کہ لاشعوری طور پر یہی احساس

تھا کہ اَب تو شاید عمر بھر میں پھر یہاں آنا نصیب نہ ہو۔ جس کی وجہ سے میری یہ حالت ہوئی تھی۔ بہرحال ۱۹۴۷ء گذر گیا۔ دُنیا نے موسموں کے تغیر و تبدل کو ۳۳ دفعہ مشاہدہ کر لیا۔ اور ۱۹۸۰ء آ گیا۔ ایک دن ہماری ایک عزیزہ جس کا نام انیسہ بیگم ہے مجھ سے کہنے لگی کہ بھائی جی! میں قادیان جانا چاہتی ہوں۔ لیکن یہ (شوہر کی طرف اشارہ کر کے) میرے ساتھ جانے پر تیار نہیں ہوتے۔ آپ میرے ساتھ چلے چلیں۔ میں نے بے ساختہ کہا ہاں میں تیار ہوں۔ اس نے کہا کہ اپنا پاسپورٹ دیں۔ میں نے دے دیا۔ اُسی نے انڈیا کی انڈورسمنٹ کروائی۔ مجھے خیال آیا کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ بچوں کو بھی اپنی زندگی میں قادیان دکھا دیں۔ چنانچہ بیوی اور بچوں کے پاسپورٹ تیار کروائے۔ ویزے لگوائے۔ ٹیکے لگوائے۔ سٹیٹ بنک سے منظوری لی۔ غرضیکہ تمام تیاری مکمل ہو گئی اور ہم پھولے نہیں سماتے تھے۔ کہ بچوں کو سکول والوں نے اس جائز عذر پر رخصت دینے سے انکار کر دیا کہ یہ پہلے ہی کمزور ہیں۔ اگر پندرہ دن غیر حاضر رہیں تو امتحان کے فارم بورڈ میں نہیں بھجوائے جائیں گے یہ سوچ کر کہ تعلیم مقدم ہے حضرت صاحب بھی اسی پر زور دے رہے ہیں۔ مجبوراً انہیں چھوڑنا پڑا اور ان کی وجہ سے اہلیہ کو بھی۔ میں عجیب کشمکش و پیچ میں مبتلا ہو گیا۔ ایک طرف عزیزہ انیسہ میرے ہاں کرنے پر تیار ہوئی تھی۔ دوسرے یہ مجبوری درپیش آگئی تھی کہ اچانک سوئٹزرلینڈ سے بھائی جان شیخ ناصر احمد صاحب کا خط ملا کہ وہ پاکستان آ رہے ہیں۔ اور یہ کہ قادیان بھی جانے کا ان کا پروگرام ہے۔ چنانچہ ۱۶ دسمبر کو وہ آئے۔ ۱۷ کو ہم کراچی سے چلے۔ ۱۸ کی شام کو قادیان پہنچے۔ یعنی ایک دن جلسہ کا ہم سے ضائع ہو گیا۔ لیکن بہرحال جو موقع مل سکا۔ اس پر بھی ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر کریں کم ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیزہ انیسہ کو بھی جزائے خیر دے۔ جس کی تحریک پر یہ سعادت مجھے حاصل ہوئی۔ آمین۔ اَب اللہ تعالیٰ یہ خواہش بھی پوری کر دے کہ بیوی بچوں کو لیکر قادیان جاؤں اور کچھ دن اُس مقدس بستی میں گذاروں۔ آمین ثم آمین جس وقت قادیان پہنچ گئے تو سوچا کہ یہ تو بڑا آسان کام ہے۔ پہلے کیوں نہ آئے ؟ ۔

کراچی سے ہم ۱۶ دسمبر کو سویرا ایکسپریس سے روانہ ہو کر اگلے دن ۱۱ بجے لاہور پہنچے۔ بھائی جان اور بھابی ہمارے ساتھ نہ تھے کہ انہوں نے بذریعہ ہوائی جہاز آنا تھا۔ سٹیشن سے ہی ویگن میں بیٹھ کر بارڈر پر پہنچ گئے۔ پاکستانی بارڈر والوں نے سرسری چیکنگ کی۔ میں نے انیسہ سے کہا واپسی پر یہ ہماری خبر لیں گے، کہ کیا کیا لیکر آئے ہو۔ کہنے لگی ہم نے کیا لانا ہے جو تنگ کریں گے۔ میں نے کہا پھر بھی تلاشی تو ہوگی۔ لیکن واپسی پر پاکستانی کسٹم افسروں نے جب پوچھا کہاں سے آئے ؟ ہم نے کہا قادیان سے تو انہوں نے فوراً کلیئر کر دیا۔ اب معلوم ہوتا تھا کہ اُن پر یہ اثر ہے کہ قادیان جانے والے کوئی ایسی ویسی چیز لاتے ہی نہیں تو کیوں ان کی تلاشی لیکر ان کا اور اپنا وقت ضائع کریں۔ بہرحال اس حُسنِ ظنی کے لئے ہم اُن آفیسرز کے ممنون ہیں۔ ہاں تو میں جانے کا ذکر کر رہا تھا۔ پاکستان سے جب ہم پیدل ہی چل کر ہندوستان کی حدود میں داخل ہوئے جہاں ایک طرف پاکستانی مسلح افواج کے جوان نہایت پُر وقار اور شاندار کلغی دار وردی میں کھڑے تھے۔ اور اُن کے بالکل ساتھ دوسری طرف ہندوستانی فوج کے سکھ سپاہی۔ تو ایک عجیب سا احساس تھا۔ ایک عجیب سی خوشی تھی کہ اتنی آسانی سے ہم نے بارڈر پار کر لیا۔ بہرحال ہندوستانی کسٹم میں بہت رش کی وجہ سے کئی گھنٹے لگ گئے۔ صدر انجمن کی چھوٹی ویگن قادیان سے مسافروں کو لینے آئی ہوئی تھی۔ (یہ ویگن بطور ٹیکسی چلتی ہے۔ اور بارڈر سے قادیان تک بیس روپے کرایہ لیتی ہے۔ خرچہ تو زیادہ ہو جاتا ہے لیکن سہولت بہت رہتی ہے۔ وقت کی بچت علیحدہ) بہرحال ہم مغرب کی اذان سے قبل مسجد مبارک کے نیچے جا کر اُترے۔ جس وقت قادیان قریب آیا تو ہمارے ڈرائیور صاحب

نے بتایا کہ وہ مینار نظر آرہا ہے۔ لیکن مجھے نظر نہ آیا۔ اصل میں مَیں سفید مینار تلاش کر رہا تھا۔ نظر نہ آنے کی وجہ قادیان پہنچ کر معلوم ہوئی چونکہ مینار پر بیرونی طرف سنگِ مرمر کی　　۱۹۸۱ء لگائی جا رہی ہیں۔ اور سفید روغن کھرچ دیا گیا تھا۔ اور مینار کی سُرخ اینٹیں دُور سے نمایاں نہ تھیں۔ پھر ارد گرد بانس وغیرہ بھی لگے تھے۔ اس لئے بھی نظر نہ آیا۔

اُترتے ہی ہم نے اپنی قیام گاہ معلوم کی مسجد مبارک کے سامنے غربی طرف جو چھوٹا سا میدان ہے۔ اس میں لڑکیوں کا سکول ہے۔ وہاں ہمارے کشمیری بھائی ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہ فوراً ہمارا سامان اٹھا کر اپنے کمرہ میں لے گئے۔ ہمیں اخروٹ نکال کر کھانے کو دیئے۔ اتنے میں مغرب کی اذان ہو گئی۔ مسجد میں نماز پڑھی۔ پھر وہ دفتر استقبال سے پتہ کر کے آئے۔ چونکہ ہم نے پہلے ہی اطلاع کی ہوئی تھی۔ دارالضیافت میں ہمیں جگہ دی گئی۔ اور بہت آرام کی جگہ۔ بڑا عُمدہ کھانا۔ روٹی۔ چاول۔ چائے ہر چیز ہر وقت ملتی۔ پھر ہمیں احساس ہُوا کہ ہم تو یہاں پر "غیر ملکی" ہیں اس لئے ہمیں خاص مہمانوں کی تواضع دی جا رہی ہے۔ کارکن ہر ایک کو نظر میں رکھتے تھے۔ ایک دن مَیں نے کھانا نہ کھایا کیونکہ دوسری جگہ کچھ کھا پی لیا تھا۔ تو تین دفعہ کارکن دریافت کرنے آئے۔ حتیٰ کہ انچارج صاحب نے جب خود تسلّی کر لی تو مطمئن ہوئے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

۱۹ ، اور ۲۰ ، دسمبر دو دن جلسہ سالانہ میں شمولیت کی۔ اس جلسہ کو دیکھ کر پاکستان بننے سے پہلے والے جلسوں کا نظارہ آنکھوں میں پھرتا رہا۔ بہرحال تلك الایام نداولھا بین الناس۔ مردانہ جلسہ گاہ اس جگہ پر ہے جہاں پہلے زنانہ جلسہ گاہ ہُوا کرتا تھا۔ یعنی ضیاءالاسلام پریس کی عمارت کے سامنے۔ وہیں تک کا حصّہ قادیان کا احمدیہ محلہ ہے۔ دوسری طرف جہاں "الفضل" کا دفتر تھا۔ وہاں سے ایک آدھ مکان آگے تک شہر میں مسجد　　کے اس دروازہ تک جو بڑے بازار کی طرف تھا۔ جسے اب بند کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح بڑا گیٹ بھی جو مسجد کی شرقی جانب تھا۔ اس میں بھی دیوار کھینچ دی گئی ہوئی ہے۔ اور اُدھر تحریک جدید کے دفاتر کی عمارت سے آگے گلی میں بڑے بازار اور مسجد　　کے بڑے گیٹ کی طرف جاتے ہوئے راستہ دیوار سے مسدود کر دیا گیا ہے۔

ان دنوں میں مسجد مبارک میں تہجّد کی توفیق ملتی رہی اور متعدد بار بیت الدعا میں بھی نوافل کا موقع ملا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ ہر خاص جگہ پر بورڈ لگا کر نشان قائم کر دیئے گئے ہیں۔ مثلاً خطبہ الہامیہ کس جگہ کھڑے ہو کر دیا تھا۔ پھر چلّہ کشی اور　　کی عین بیداری میں زیارت کا کمرہ (اس کمرہ میں برادرم شیخ ناصر احمد صاحب اور بھابی کو ٹھہرنے کی سعادت حاصل ہوئی الحمد للہ) سرخی کے چھینٹوں والا کمرہ۔ مقامِ ظہور قدرتِ ثالثہ۔ وغیرہ　　۔ بہشتی مقبرہ بہت اچھی حالت میں ہے۔ باغیچہ عُمدہ بنایا گیا ہے۔ ہاں قبروں پر جو مٹی ہے اس کو کچھ ٹھیک کرنے کی اور اسی طرح بعض پرانے کتبوں کی مرمت کی بھی ضرورت ہے۔

۲۱، دسمبر کو ہم چاروں باہر کے محلوں کی سیر کی طرف نکلے۔ دارالانوار میں بیت الحکمت کی حالت بہت خستہ تھی۔ چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی کوٹھی میں بجلی کا دفتر ہے۔ مولوی ظہور حسین صاحب والا مکان ویران پڑا تھا۔ یہی حالت خدام الاحمدیہ کے دفتر کی تھی۔ ہم مسجد دارالانوار تک گئے۔ پھر واپس ہو کر چوہدری صاحب کی کوٹھی کے پاس سے دارالبرکات اور دارالفضل ہوتے ہوئے دارالعلوم پہنچے۔ جگہ جگہ پکّی سڑکیں بنی ہوئی ہیں۔ جن کی وجہ سے نقشہ میں کچھ تبدیلی محسوس ہوتی ہے۔ لیکن کسی کسی جگہ ورنہ ویسے ہی ہے۔ جیسے ہم چھوڑ کر آئے تھے۔ مسجد دارالانوار۔ مسجد دارالفتوح۔ مسجد دارالبرکات۔ مسجد نور دیکھیں جو بند تھیں۔ مسجد دارالفضل کو وہ گوردوارہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اور انہوں نے

مسجد کی شکل میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ پھر کوٹھی دارالسلام کالج بورڈنگ ہاؤس وغیرہ دیکھے۔ جو کہ اب انجمن کی تحویل میں ہیں۔ وہاں سے نصرت گرلز سکول کی عمارت تک گئے۔ اور پھر دارالعلوم والی سڑک پر حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کا "الصفّہ" دیکھنے گئے۔ نام کی تختی غائب تھی۔ برادرم محترم شیخ رفیع الدین صاحب کے مکان پر ھٰذا من فضلِ ربّی۔ اور "بیت الرفیع" کے حروف نمایاں نظر آرہے تھے۔ ہر جگہ سکھ اخلاق سے پیش آئے۔ اور چائے کی پیشکش کرتے۔ ریتی چھلّہ کے باہر کی طرف بھی دو دکانیں تعمیر ہو چکی ہیں۔ بازاروں میں کافی رونق اور دکانیں بھری بھری نظر آئیں۔ دوکانداروں نے جلسہ کے لئے استقبالیہ بینرز بھی آویزاں کئے ہوئے تھے۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ہر مہمان سے بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے رہے۔ اور تمام احباب کی آسائش کی طرف ذاتی توجہ کرتے رہے۔

محترم سردار ستنام سنگھ باجوہ صاحب نے جو حضرت ملک غلام فرید صاحب کی کوٹھی میں فروکش ہیں۔ حسبِ دستور امسال بھی تمام بیرونی مہمانوں کی پُر تکلف چائے اور پُر خلوص تقریر سے تواضع کی۔

۲۲ر کو صبح ہم واپس ہوئے۔ ناشتہ فجر سے پہلے ہی کرا دیا گیا تھا۔ اور فجر کے بعد گاڑیوں کے ذریعہ ریلوے اسٹیشن پر پہنچا دیا گیا۔ گاڑی لیٹ آئی۔ کوئی آٹھ بجے روانہ ہو کر ۱۰ بجے امرتسر پھر ۱۱ بجے بذریعہ ٹیکسی بارڈر پر۔ بارڈر پر دونوں طرف آرام سے کلیئرنس مل گیا۔ اور ۱۲ بجے دوپہر لاہور واپس پہنچ گئے۔

بہت تھوڑا وقت وہ بھی ایک لمبے عرصہ کے بعد اس مقدس بستی میں گذارنے کا موقع ملا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے اتنا بھی موقع عنایت فرمایا اور یہ محض اس کا فضل ہے۔

علمِ انعامی مجلسِ انصار اللہ ۱۹۸۱ء

سیّدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے جلسہ سالانہ کے دوسرے روز مورخہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۸۱ء کو صدر مجلس انصار اللہ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے سال ۱۳۶۰ ہش / ۱۹۸۱ء کے دوران کارکردگی کے لحاظ سے پہلی دس پوزیشنز حاصل کرنے والی مجالس انصار اللہ کا اعلان کیا جس کے مطابق مجلس عزیز آباد کراچی اوّل۔ فیصل آباد دوم۔ ربوہ سوم۔ ڈرگ روڈ کراچی چہارم۔ ناظم آباد پنجم۔ اسلامیہ پارک لاہور ششم۔ سرگودھا شہر ہفتم۔ شیخوپورہ ہشتم۔ دارالذکر لاہور نہم۔ اور ماڈل ٹاؤن لاہور نے دسویں پوزیشن حاصل کی۔

سیّدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت زعیم اعلیٰ مجلس عزیز آباد کراچی مکرم چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کو اپنے دستِ مبارک سے علم انعامی عطا فرمایا۔ بارک اللہ لہٗ ولانصارہٖ۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان مجالس کے لئے مزید ترقیات کا باعث بنائے۔ آمین۔

ناصرِ ملت

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

مکرم سید یزدانی جالندھری صاحب ملک کے معروف ادیب وشاعر اور صحافی ہیں۔ اور پندرہ روزہ "انقلابِ نو" کے مدیر ہیں۔ آپ امسال سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سالانہ جلسہ میں پہلی بار شریک ہوئے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کی پُرتاثیر شخصیت اور تقاریر سے متاثر ہو کر اپنے جذبات واحساسات کو فی البدیہہ درج ذیل نظم کی صورت میں پیش کیا۔

بزم آرا ہے مرا حُسنِ خیال ۔ سامنے میرے ہے اک نقشِ کمال
جس نے جان و دل مسخر کر لئے ۔ اُن کی سیرت ہے کہ اک سحرِ حلال
جس نے لہرایا ہے شرق و غرب میں ۔ پرچمِ توحید باجاہ و جلال
عشقِ احمد سے ہے دل اس کا گداز ۔ دیں کی خاطر وقف اس کے ماہ و سال
پاسبان و ناصرِ دینِ ھُدیٰ ۔ شرحِ قرآں میں اُسے حاصل کمال
راز دانِ جذبۂ مہر و وفا ۔ پیکرِ اخلاص، تصویرِ جمال
کھا کے پتھر بھی دیئے اُس نے ثمر ۔ باغِ ملت کا ثمر آور نہال
راز دارِ منزل و جادہ شناس ۔ راہِ حق کا رہنمائے بے مثال
کر کے روشن مشعلیں الفاظ کی ۔ ظلمتیں اُس نے دلوں کی دیں اُجال

صاحبِ فہم و فراست کو سلام
پیکرِ حُسنِ بصیرت کو سلام

یزدانی جالندھری

قابلِ تقلید جذبہ اور عمل

(مرتبہ: قیادت عمومی ۔ انصار اللہ مرکزیہ ۔ ربوہ)

امسال سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سلسلہ کی ذیلی تنظیموں کے اجتماعات میں تمام مجالس اور جماعتوں کی نمائندگی کو لازم قرار دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ اپنے ان اجتماعات میں نمائندگی سے

"کوئی گاؤں یا قصبہ یا شہر محروم نہ رہے نہ پنجاب میں، نہ سرحد میں، نہ بلوچستان میں، نہ سندھ میں۔ ہر جگہ کے نمائندے آئیں۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ اثر انگیز پیغام جونہی جماعتوں اور مجالس میں پہنچا تو متعلقہ ذمہ دار احباب حرکت میں آگئے اور جلد ہی اس کے اثرات رپورٹوں کی شکل میں مرکزی دفاتر میں پہنچنے لگے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس تحریک پر لبیک کہنے والوں میں صرف اندرون پاکستان کے ہی نہیں بلکہ بیرونِ پاکستان کے دوستوں نے بھی اپنی دعاؤں کے ذریعہ اس بابرکت تحریک کی کامیابی میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کی۔ چنانچہ مشرقِ وسطیٰ کے ایک ملک سے مکرم محمد یعقوب صاحب اپنے ایک خط میں صدر مجلس کو ان اجتماعات کے بارہ میں اپنے جذبات اور کیفیات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ربوہ میں آجکل خدا تعالیٰ کے فضل سے روحانی مجالس اور اجتماعات کی وجہ سے خوب گہما گہمی ہوگی۔ اور احباب مجالسِ عرفان سے خوب خوب علم و معرفت سے جھولیاں بھر رہے ہوں گے ـــ ان لمحات کو یاد کر کے یہاں طبیعت اداس ہو جاتی ہے ـــ لیکن کچھ تسلی کا سامان یوں خدا نے پیدا فرمایا کہ جب سے اپنے پیارے امام حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ ستمبر ۱۹۸۱ء کا ملخص نظر سے گذرا۔ یہ عاجز اپنے تمام پاکستانی بھائیوں کے لئے بھی دُعا کرتا رہا اور احبابِ جماعت سے بھی جمعہ کے روز دُعا کی تحریک کی کہ ہم سب مل کر خدا تعالیٰ سے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کی تمام جماعتوں کو توفیق دے کہ وہ اجتماعات میں اپنی حاضری کو پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ٹارگٹ تک لے جانے میں کامیاب ہو جائیں تاکہ ہمارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کو عید سے قبل اس سلسلہ میں عید کی خوشیوں کو دوبالا کرنے والی خوشخبری مل جائے۔ آمین۔ اگر میرا یہ خط اجتماع انصار اللہ سے قبل آپ کو مل جائے تو تمام خوش قسمت انصار کو ہماری جماعت کا پیار بھرا سلام دُعا پہنچا دیجئے۔ اور سب کی خدمت میں درخواستِ دُعا بھی عرض کر دیجئے ـــ کاش یہ خط حضور اقدس کے اختتامی اجلاس سے قبل آپ کو مل جائے تاکہ ہمارا سلام اور دُعا کا تحفہ حضور اقدس کی موجودگی میں سب انصار تک پہنچایا جائے ـــ اور اختتامی دُعا کے وقت ہماری یاد سب کے دلوں میں تازہ رہے اور سب خوش قسمت انصار ہمارے لئے تڑپ اور جذب کے ساتھ دُعا کر سکیں ـــ اس وقت ربوہ کے ان بابرکت ایّام کا ایک ایک لمحہ ہماری آنکھوں کے

سامنے ایک متحرک تصویر کی طرح گذر رہا ہے ـــــ اب کیا لکھوں اور کیا نہ لکھوں ـــــ دل کی کیفیت بہت جذباتی ہو رہی ہے ـــــ والسلام۔"

اندرون پاکستان تو جوں جوں اجتماع کے دن قریب آتے گئے۔ زعماء کی رپورٹیں اتنی ہی کثرت سے موصول ہوتی گئیں۔ اور کئی جگہوں سے تو سو فیصد ٹارگٹ کے مقصد کے حصول کے لئے قابلِ تقلید مثالیں قائم کی گئیں۔ مثلاً ناظم ضلع لاڑکانہ مکرم عبدالحکیم صاحب ایڈووکیٹ نے بتایا کہ جونہی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ان تک پہنچا وہ خود ہر ایک مجلس میں پہنچے۔ خالی ہاتھ۔ صرف تاکید کرنے کی حد تک نہیں۔ بلکہ انہوں نے اپنی جیب سے متعلقہ گاڑیوں کی سیٹوں کی ریزرویشن کرائی اور ٹکٹ خریدے اور پھر یہ ٹکٹ خود ہر زعیم مجلس کو جا کر پیش کئے۔ اُدھر اکثر زعماء صاحبان نے بھی ذمہ داری کا مظاہرہ کیا وہ بھی اپنے طور پر اجتماع میں شرکت کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ بہرحال ناظم صاحب ضلع لاڑکانہ کی ہمت اور جذبہ عمل قابلِ تقلید ہے۔ اور ہاں یہاں یہ نہ سمجھا جائے کہ ہمارے یہ محترم ناظم صاحب کوئی بہت بڑے زمیندار یا کاروباری آدمی ہیں۔ وہ ایک معمولی سکول ٹیچر ہیں۔ ان کی مالی حیثیت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ لیکن پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اور صرف اس خیال سے کہ ضلع لاڑکانہ مجالس کی سو فیصد نمائندگی سے محروم نہ رہ جائے۔ انہوں نے تمام عہدیداران کے لئے ایک قابلِ تقلید مثال قائم کی اور خدا کے فضل سے اُن کی کاوش بارآور ہوئی اور ان کی مجالس کی سو فیصد نمائندگی رہی۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کے اخلاص میں برکت ڈالے اور ان کو جزائے خیر دے۔ اور دین و دنیاوی ترقیات سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

خدا کے فضل، سیدنا حضور انور کی دعاؤں اور عہدیداران مجالس و جماعت ہائے احمدیہ کی مشترکہ جدوجہد اور مساعی کے نتیجہ میں امسال پندرھویں صدی کے اس پہلے اجتماع انصاراللہ میں کل ۸۵۲ مجالس سے ۱۳۱۶ نمائندگان ۴۰۰ اراکین اور ۱۸۳ زائرین شریک ہوئے الحمدللہ۔ اتنی کثیر نمائندگی اور اراکین کی اتنی کثرت سے جوق در جوق مرکز سلسلہ میں آنا ـــ یہ سب حقائق قدرتِ ثانیہ کی عظمتوں اور برکتوں کا ایک زندہ ثبوت ہیں۔

پھر اس روحانی و تربیتی اجتماع نے شرکاء کے قلوب و اذہان پر ایسے نقوش ثبت کئے جس کا اندازہ ان بے شمار خطوط اور رپورٹوں سے لگایا جا سکتا ہے جو اجتماع کے بعد احباب نے صدر مجلس کی خدمت میں ارسال فرمائے۔ اس کا اندازہ اس خط سے کیا جا سکتا ہے۔ جو کراچی کے ایک دوست نے اجتماع میں شرکت کے بعد واپس پہنچتے ہی لکھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ :-

"میں پہلی دفعہ اجتماع انصاراللہ میں خدا کے فضل سے شامل ہوا ہوں اور اب ربّ غفور سے دعا گو ہوں کہ مجھے ہمیشہ ہی اس بابرکت اجتماع میں شامل ہونے کا موقعہ عطا فرماتا رہے ـــ اور ایسی ایمان افروز مجالس میں بار بار آنے کا موقع ملے۔ آمین۔

آج تک اس اجتماع کے اثرات دل و دماغ پر اسی طرح قائم ہیں جیسے اب بھی اجتماع میں بیٹھا ہوا ہوں۔ الحمد للہ۔ نیز آپ سے مکرّر درخواست ہے کہ اجتماع کی تقاریر کے ٹیپ مجھے ضرور بھجوا دیں میں نقل کروا کے اپنے حلقہء احباب کو سناؤں گا۔ انشاءاللہ۔"

ایک طویل سائیکل سفر

میر پور خاص سے مرکزِ سلسلہ تک

(از مکرم رحمت علی صاحب ظفر ــ کریم نگر ضلع تھرپارکر)

سیدنا حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی جاری فرمودہ سائیکل سکیم کو عملی شکل دینے اور زیادہ سے زیادہ انصار کو سائیکل سفر کا عادی بنانے کی غرض سے امسال قیادت صف دوئم کے تحت تحریک کی گئی تھی کہ سالانہ اجتماع انصاراللہ میں انصار سائیکل سفر کے ذریعہ بھی مرکز میں پہنچیں۔ چنانچہ مرکزی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے ہمارا ایک قافلہ دو۲ انصار تیرہ۱۳ خدام۔ دو۲ اطفال پر مشتمل منجانب ضلع تھرپارکر ۱۴؍۱۰؍۸۱ کو محترم امیر صاحب ضلع و مکرم ناظم صاحب و قائد صاحب ضلع اور دیگر بزرگانِ سلسلہ کی دعاؤں سے ۱۰½ بجے صبح میر پور خاص سے روانہ ہوا۔ ٹنڈو اللہ یار کے قریب دس۱۰ سائیکلسٹ ضلع بدین کے ہمارے ساتھ شامل ہوئے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ وہاں سے بھی ہمیں بہت سے بزرگوں نے اپنی درد بھری دُعاؤں سے رخصت فرمایا۔ ہمیں ٹنڈو آدم سے ہوتے ہوئے نواب شاہ پہلی منزل (۱۰۰ میل) پر پہنچنے کی ہدایت تھی۔ چنانچہ راستہ میں شہداد پور شام کے وقت پہنچے۔ وہاں محترم امیر صاحب نے ٹھنڈے مشروبات سے ہماری خاطر مدارات کی اور شام و عشاء کی نمازیں پڑھا کر اپنی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ یہ ہمارے سفر کی پہلی رات تھی جس میں مشکلات اور گھبراہٹ محسوس ہو سکتی تھی لیکن اس سفر کے اختیار کرنے کے پیچھے جو جذبہ شوق اور امامِ وقت سے محبت کا جوش کام کر رہا تھا۔ وہ ہر تھکاوٹ اور گھبراہٹ کو پاس بھی پھٹکنے نہیں دیتا تھا۔ ایک دوسرے سے مقابلہ، تعاون اور محبت کے اظہار اور ایثار کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ وہ اُن روح پرور کیفیات پر مبنی ابتدائی رات کا سفر تھا کہ جس نے اگلے سفر کے لئے بنیاد بننا تھی۔ نواب شاہ کی جماعت نے شہر سے ۲½ میل باہر آکر ہمارا استقبال کیا اور خدمت و تواضع کی اور علی الصبح ۷½ بجے دوسری منزل یعنی سکھر (۱۲۰ میل) کے لئے دعاؤں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستہ میں کرونڈی جماعت نے دوپہر کا کھانا پیش کیا اور ظہر و عصر کی نمازیں ادا کر کے رخصت ہوئے۔ خیر پور سے ہوتے ہوئے رات ۱۱½ بجے سکھر پہنچے اور جماعت نے ہمارا استقبال اور آرام کے لئے بے نظیر خدمت انجام دی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ ۱۶؍۱۰؍۸۱ کو ہم صادق آباد (۱۰۰ میل) تیسری منزل پر پہنچنے کے لئے محترم امیر صاحب سکھر کی دُعاؤں سے ۷½ بجے صبح روانہ ہوئے۔ سکھر سے نکلتے ہی مخالف ہوا کا اسقدر دباؤ پڑا کہ ۵ گھنٹوں میں بہت کم سفر کر سکے پھر خدا تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا اور ہوا میں کچھ سکون ہوا تو سفر کو کچھ تیز کیا گیا۔ شام آٹھ بجے اباڑو شریف پہنچے۔ جہاں کی جماعت نے شام کا کھانا اور چائے پیش کی وہاں سے روانہ ہو کر صادق آباد جا رہے تھے اور یہ تیسری رات کا سفر تھا کہ باوجود انتہائی تھکے ماندے ہونے کے لا الٰہ الا اللہ کے ورد اور درود اور تسبیحات کے پُر ترنم لمحات گذارتے ہوئے منزل کو قریب سے قریب تر کرتے چلے جا رہے تھے۔ الحمدللہ کہ ہم ۲½ بجے رات صادق آباد پہنچے جہاں ہمیں احمدیہ مسجد ڈھونڈنے میں کافی دقت پیش آئی۔ بالآخر ایک ہوٹل پر اڑھائی تین گھنٹہ آرام کرنے کا موقع ملا۔ یہاں قیام میں ایک ایسا موقع پیش آیا کہ جہاں سائیکلوں کی حفاظت کا خاص خیال رکھنا ضروری تھا۔ چنانچہ خاکسار کو اس خدمت کے لئے رات بھر کھڑے ہو کر پہرہ دینے

کا فرض ادا کرنے کا موقع ملا۔ اور اس موقع کی مناسبت سے ہوٹل کے مالک سے دلچسپ تبلیغی گفتگو ہوتی رہی۔

۱۷/۱۱/۸۱ کو صادق آباد سے چوتھی منزل اوچ شریف کے لئے ۷½ بجے صبح روانگی ہوئی۔ اس سفر کے دوران خاکسار نے ۸۰ میل سفر اکیلے طے کیا اور ایک وقت جب کہ سورج غروب ہو رہا تھا۔ اور اکیلا تھا اور میرے ایک ٹخنہ میں شدید درد ہوا بس پر سوار ہونے کا ارادہ کیا مگر پھر خدا تعالیٰ نے خاص ہمّت اور جرأت عطاء فرمائی۔ اور خاکسار نے آہستہ آہستہ سائیکل چلا کر سفر جاری رکھا اور پھر جلد ہی شدید اندھیری رات میں تھکاوٹ اور گھبراہٹ کا احساس مٹ چکا معلوم ہوتا تھا اور ان پرخطر تنہا لمحات میں خدا تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی حفاظت اور نصرت سے پیدا ہونے والے جذبات اکثر و بیشتر یاد آتے ہیں تو اب بھی رقت پیدا ہو جاتی ہے۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اوچ شریف جماعت نے شہر سے پندرہ بیس (۱۵، ۲۰) میل باہر آکر ہمارا استقبال کیا اور خوب حقِ خدمت ادا کیا۔ جزاھم اللہ۔ وہاں سے ۱۸/۱۱/۸۱ کو پانچویں منزل یعنی ملتان کے لئے صبح روانہ ہوئے۔ علی پور میں دس (۱۰) بجے کھانا کھایا اور اس جماعت کے بزرگوں کی دعاؤں سے رخصت ہو کر مظفر گڑھ شام کو پہنچے۔ شام و عشاء کی نمازیں ادا کرکے اور کھانا کھا کر سُوئے ملتان روانہ ہوئے۔ محترم قائد صاحب ملتان ہمیں دیکھنے ملنے اور ہمارے استقبال کے لئے مظفر گڑھ تشریف لائے ہوئے تھے۔ جزاکم اللہ۔ رات ۱۰½ بجے ملتان پہنچے۔ رات بھر خوب آرام سے سوئے۔ شکر الحمد للہ۔

۱۹/۱۱/۸۱ کو چھٹی منزل جھنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ کبیر والا اور شور کوٹ سے ہوتے ہوئے رات ۱½ بجے جھنگ پہنچے۔ اس مجلس کے خدام نے بھی بیس تیس (۲۰، ۳۰) میل باہر آکر ہمارا استقبال کیا اور یہ سب دوست دن رات سائیکلسٹوں کے قافلوں کی خدمت کے لئے بے حد مستعد اور بیدار پائے گئے اور ان کو دیکھ کر رشک آتا تھا کہ کیسے عظیم خادم ہیں۔ سفر کے اس حصّہ کے دوران ہم ایک سائیکلسٹ خادم کو رات کے وقت بس کے ذریعہ مرکز بھجوانے کے لئے چھوڑ آئے لیکن وہ باہمت خادم رات بھر باوجود گھٹنے کی شدید درد کے اپنا سائیکل لئے اکیلے تن تنہا چلتے چلے گئے یہاں تک کہ وہ عزم و ہمّت کا پتلا خادم ایک بجے دوپہر ربوہ پہنچ گیا۔ الحمد للہ۔

۲۰/۱۱/۸۱ کو جب ہم آخری منزل یعنی ربوہ دارالہجرت پہنچے تو ہماری ذہنی اور جسمانی حالت ایسی تھی کہ مسافت کی دُوری اور تھکاوٹ کا احساس ختم ہو چکا تھا۔ نعرہ ہائے تکبیر اور لا الٰہ الّا اللہ کے ورد سے پانچ بجے ربوہ یعنی منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

انصار اللہ اور جسمانی صحت

مجالسِ انصار اللہ اپنے اراکین میں تحریک کریں کہ وہ صبح کے وقت سَیر کی عادت ڈالیں۔ نیز حتیّ المقدور سیر کے علاوہ ورزش بھی کیا کریں۔ اس طرح بیماریوں سے بھی بچیں گے اور صحت بھی قائم رکھنے میں مدد ملے گی۔ (قائد ذہانت و صحت جسمانی)

قرارداد ہائے تعزیت

بر وفات حضرت سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ

مختلف مقامات سے ہمیں حضرت سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ حرم محترم حضور　　ایدہ اللہ تعالیٰ کی وفات پر ہمیں قرارداد ہائے تعزیت موصول ہو رہی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے ۔ کہ یہ سانحہ ساری جماعت کے لئے عظیم سانحہ تھا۔

قرارداد تعزیت صدر انجمن احمدیہ

صدر انجمن احمدیہ کا یہ ہنگامی اجلاس حضرت سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ حرم حضرت حافظ مرزا ناصر احمد قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر کی دردانگیز وفات پر اظہارِ تعزیت کے لئے بلایا گیا ہے ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن ۔

حضرت سیّدہ موصوفہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی نواسی اور حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حجۃ اللہ حضرت نواب محمد علی خانصاحب کی صاحبزادی تھیں ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہری و باطنی صفاتِ حسنہ سے آراستہ فرمایا تھا ۔ آپ بڑی دُعاگو عبادت گزار اور سلسلہ حقّہ کی فدائی تھیں ۔ آپ علم و عمل سے مزیّن ایک روشن ضمیر خاتون تھیں جو ہمیشہ زہد و تقویٰ کی راہوں پر گامزن رہیں ۔ آپ ایک بہترین مشفق و مہربان ماں تھیں جنہوں نے اپنی اولاد کی اعلیٰ درجہ کی تربیت فرمائی اور دین کی محبّت ان کی رگ و پے میں پیوست کر دی اور ہمیشہ دین کو دُنیا پر مقدم رکھنے کا سبق ان کو دیا ۔ آپ اللہ اور رسُولؐ اور ان سب سے خادمانہ عشق کا تعلق رکھنے والی تھیں جو اللہ اور اس کے رسول کے پیارے تھے ۔ آپ ایک بہترین خدمت گزار اطاعت شعار اور وفا کی پُتلی بیوی تھیں جنہوں نے زندگی بھر اپنے خاوند کی رفاقت کا خوب حق ادا کیا اور ان کے مسندِ خلافتِ احمدیہ پر متمکن ہونے کے بعد تو جاں نثاری کی حد تک خدمت کرتے ہوئے ان کی ادنیٰ ادنیٰ ضرورتوں کا بھی بڑی باریک نظر اور مستعدی کے ساتھ خیال رکھا ۔ اس پہلو سے آپ نے گویا جماعت احمدیہ کے تمام مخلصین مرد و زن کی نمائندگی کا بتمام و کمال حق ادا کرتی رہیں اور ہمارے پیارے امام کو ہر ذاتی فکر سے اس طرح آزاد کئے رکھا کہ وہ ہمہ تن دینی اور جماعتی فکروں کے لئے یکسوئی کے ساتھ وقف رہے ۔ پس بلاشبہ اس لحاظ سے آپ ہم سب کی محسنہ تھیں ۔ جن کے اس عظیم احسان کی یاد میں ہمیشہ ہمارے دلوں سے آپ کے لئے پُردرد دُعاؤں کے بخار اُٹھتے رہیں گے ۔

اپنے مقدس خاوند حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے تمام مُلکی و غیر مُلکی دَوروں میں آپ شریکِ سفر رہیں ۔ اور حضرت اقدس کی مثالی خدمت کے علاوہ دیگر جماعتی ذمّہ داریوں کا حق بھی باحسن ادا فرماتی رہیں ۔ غیر مُلکی دوروں میں خصوصیّت کے ساتھ آپ نے احمدی خواتین کی دلداری اور تربیّت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی اور بیماری اور سفر کی تکان کی پرواہ کئے بغیر بڑی شفقت اور پیار کے ساتھ ان کی علمی اور روحانی

پیاس بجھانے میں کوشاں رہیں۔

آپ کو بارہا یہ سعادت نصیب ہوئی کہ آپ بیرونی مساجد کی تعمیر کی تقاریب میں تمام احمدی خواتین کی نمائندگی کریں اور یہ عظیم تاریخی اعزاز بھی نصیب ہوا کہ اپنے روحانی آقا اور محبوب رفیقِ حیات کی معیت میں اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھیں جو سرزمین اندلس میں ۷۰۰ سال کے طویل دردناک انقطاع کے بعد جماعتِ احمدیہ کی کوششوں سے تعمیر ہو رہی تھی۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سیّدہ موصوفہ کو اپنے فضل اور رحم کے ساتھ اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے اور حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قدموں میں جگہ دے۔

ہر چند کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے امام حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کو غیر معمولی قوتِ برداشت اور صبر کی طاقت عطا فرمائی ہے لیکن سیّدہ موصوفہ کی ۴۷ سالہ بہترین رفاقت کا اچانک انقطاع ایک بڑی سخت اور صبر آزما آزمائش ہے اور یہ صدمہ اتنا گہرا اور دیرپا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید اور نصرت اور بے پایاں فضل اور رحمت کا سہارا نہ ہو تو اس صدمہ کی کماحقّہٗ برداشت انسانی طاقت سے باہر نظر آتی ہے۔

ہم جماعت احمدیہ کے تمام مرد و زن کی نمائندگی میں اپنے دل و جان سے پیارے اور مشفق و مہربان امام کے حضور اس سخت دردانگیز سانحہ پر گہرے غم اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن جانتے ہیں کہ ہمارے یہ جذباتِ ہمدردی اور غمگساری کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ اور بلاشبہ حضور کا اصل مونس و غمخوار وہی آسمانی آقا ہے جس کے فضلوں اور رحمتوں کا سایہ ہمیشہ حضور کے سر پر رہا ہے۔ آج بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ پس اُسی ذاتِ یگانہ رحیم و کریم آقا کے حضور ہماری التجا ہے کہ وہ پہلے سے بھی بڑھ کر حضور پر اپنی رحمتوں اور فضلوں کی بارشیں نازل فرمائے۔ اور اپنی شفقت اور پیار کا پھایہ آپ کے زخمی دل پر رکھے۔ آپ کے سب کاموں اور ذمہ داریوں کا خود ہی کفیل ہو اور ان تمام زائد ذمہ داریوں کا بوجھ بھی کماحقّہٗ اٹھانے کی توفیق بخشے جو حضرت بیگم صاحبہ موصوفہ کی اچانک جدائی کے نتیجہ میں حضور کے کندھوں پر پڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور محبت ساری زندگی قدم قدم اور منزل منزل آپ کی رفیق سفر رہے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت والی لمبی اور پہلے سے بڑھ کر کامیاب و کامران زندگی عطا فرمائے۔ اور حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی تمام دعائیں آپ کے حق میں پوری ہوں۔ اور آپ کی اور حضرت بیگم صاحبہ موصوفہ کی اولاد بھی ان تمام نیکیوں کی وارث بنے جو حضور نے اپنے مقدس اجداد سے ورثہ میں پائیں۔

ہم تمام ممبران صدر انجمن احمدیہ اس صدمہ جانکاہ پر حضور اقدس اور حضرت بیگم صاحبہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ۔ محترمہ بیگم صاحبہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب۔ مکرم محترم نواب زادہ مسعود احمد خانصاحب۔ محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب۔ محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب اور حضرت سیّدہ موصوفہ کے تمام صاحبزادگان۔ صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب اور دونوں صاحبزادیوں۔ صاحبزادی امۃ الشکور بیگم صاحبہ اور صاحبزادی امۃ الحلیم بیگم صاحبہ اور دیگر اعزا و اقارب اور جملہ افرادِ خاندان حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے علاوہ جملہ جماعتہائے احمدیہ عالمگیر کی خدمت میں بڑے سوگوار دلوں کے ساتھ اظہار تعزیت پیش کرتے ہیں۔

ہم اپنے ربِّ کریم کی ہر تقدیر پر راضی ہیں اور دُعا گو ہیں کہ وہ ہمیشہ راضی برضا رہنے کی توفیق عطا فرماتا رہے اور ہم ہمیشہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے اس فرمان کے مصداق بنے رہیں کہ ؎

"بُلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فِدا کر"

ہم ہیں محزون و غم رسیدہ
ممبران صدر انجمن احمدیہ پاکستان

قرارداد مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ

ہم ممبرانِ مجلس تحریک جدید و جملہ کارکنان حضرت سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ حرمِ محترم حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اندوہناک وفات پر گہرے رنج و الم کا اظہار کرتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

اَلْعَيْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا بِمَا يَرْضٰى بِهٖ رَبُّنَا

آنکھیں اشکبار ہیں دل غمزدہ۔ لیکن ہم اُسی میں راضی ہیں جس میں ہمارا ربّ راضی ہو۔

حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بڑی نواسی۔ حجۃ اللہ حضرت نواب محمد علی خانصاحب کی بیٹی حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی لختِ جگر۔ حضرت المصلح الموعود کی سب سے بڑی بہو اور سیّدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی رفیقۂ حیات کے وصال کا صدمہ کوئی معمولی صدمہ نہیں۔ لیکن ؎

"بلانے والا ہے سب سے پیارا ٭ اُسی پہ اَے دل تو جاں فِدا کر"

حضرت سیّدہ مرحومہ کے بلند مقام کو سمجھنے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی رفیقۂ حیات اور دستِ راست رہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے غیر ممالک کے تاریخی دوروں میں ہمیشہ حضور کے ہمرکاب رہ کر نہایت تندہی اور جانفشانی کے ساتھ آپ کی مصروفیات میں ممد و معاون بنتی رہیں۔ حق کی پیاسی روحوں کو انہوں نے پیغام حق پہنچایا۔ اور دور دراز علاقوں میں بسنے والی بہنوں کی نہایت مؤثر انداز میں دلجوئی اور دلداری فرمائی جو اُن کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب بنتی رہی۔ جلسہ سالانہ خواتین کے موقع پر اُن کے رُوح پرور خطابات کو احمدی خواتین ہمیشہ یاد رکھیں گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو جب رداء خلافت پہنائی تو سیّدہ مرحومہ نے اپنے راحت و آرام کو حضور ایدہ اللہ کے لئے یکسر قربان کر کے جان سپاری اور بے مثال خدمت کا قابلِ تقلید نمونہ پیش فرمایا۔

فَجَزَاهَا اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَحْسَنَ الْجَزَاءِ فِىْ دَارِ الْاٰخِرَةِ خَيْرًا وَّجَعَلَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ الْعُلْيَا مَثْوٰهَا

اس سینتالیس ۴۷ سالہ ہمہ گیر و ہمہ جہت رفاقت کے چھوٹنے پر ہمارے محبوب آقا کے دل کی جو کیفیت ہوگی۔ اس کے احساس سے ہم سب کے دل غمزدہ اور بے چین ہیں۔ لیکن ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے " رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا " کے عنوان سے جو خطبہ ارشاد فرمایا اس نے ہمارے زخمی دلوں کے لئے سکون بخش مرہم کا کام دیا۔

اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہونا کوئی سہل امر نہیں بالخصوص جب کہ جُرعہ تقدیر اس درجہ تلخ ہو۔ لیکن ہمارے لئے اُسوۂ رسولؐ۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عمل اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا نمونہ مشعلِ راہ ہے۔

ہم اس موقعہ پر تعزیت کے لئے الفاظ نہیں پاتے ہم اس کے عاجز بندے اپنے مولیٰ کے حضور بصد عجز و نیاز دست بدعا ہیں کہ وہ غمگسار حقیقی خود ہی ہمارے محسن آقا۔ آپ کی اولاد۔ عزیز و اقارب نیز جملہ افراد جماعت کا غمخوار و غمگسار بنے۔ اور زخمی دلوں پر اپنی رحمت کی مرہم کا پھایا رکھے۔

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اس صدمہ کو برداشت کیا اور جماعت کی جس طرح ڈھارس بندھائی یہ حضور ہی کا حصہ ہے۔

ہم ممبران مجلسِ تحریک جدید و جملہ کارکنان اس موقع پر اپنے آقا سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا حضرت سیدہ مرحومہ کے بیٹوں۔ صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب اور سیدہ مرحومہ کی بیٹیوں صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ۔ صاحبزادی امۃ الحلیم صاحبہ سیدہ مرحومہ کی ہمشیرگان حضرت بیگم صاحبہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب۔ صاحبزادی آصفہ مسعودہ بیگم صاحبہ۔ صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ۔ اور برادر اصغر محترم میاں مسعود احمد خان صاحب۔ اور جملہ افراد خاندان حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے ملتجی ہیں کہ وہ سیدہ مرحومہ کو جنت کا اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کی روح پر اپنی بے شمار رحمتوں کی بارشیں برساتا رہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ایسے صبر کی توفیق عطا فرمائے جس کے بارہ میں اس نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے:-

اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝

آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمارے محبوب امام حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہر آن حافظ و ناصر رہے۔ آپ کے سب کاموں کا خود متکفل ہو آپ کی عمر و صحت اور حضور کی مہماتِ دینیہ میں بے انداز برکت عطا فرمائے۔ آمین یا ربّ العٰلمین ؛

ہم ہیں غمزدہ و دلگیر ——— اراکین مجلس و کارکنان تحریک جدید۔

قرار داد تعزیت مجلس انصار اللہ مرکزیہ

مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ کا یہ ہنگامی اجلاس پیارے آقا سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حرم حضرت سیدہ

منصورہ بیگم صاحبہ کی المناک رحلت پر گہرے غم و حزن کا اظہار کرتا ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اسی کی دی ہوئی توفیق سے صبر و رضا کا دامن پکڑتے ہوئے اِس گہرے صدمہ پر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ۝ کہتے ہیں۔

حضرت سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ مرحومہ مغفورہ سیّدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سب سے بڑی نواسی اور حضرت سیّدہ نواب مبارکہ صاحبہ۔ اور حضرت حُجتہ اللہ نواب محمد علی خانصاحب کی بڑی صاحبزادی تھیں۔ آپ کو سنتالیسؔ سال کے طویل عرصہ تک سیّدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی رفاقت کا شرف حاصل رہا۔ اس تمام عرصہ میں اور خصوصاً حضور کے مسندِ قیادت پر فائز ہونے کے بعد حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ نے اپنی خرابیٔ صحت اور کمزوری کے باوجود اپنی پوری توجہ اور کوشش حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ہر ممکن آرام پہنچانے اور دینی خدمات و مہمات میں حضور کا ہاتھ بٹانے کے لئے وقف رکھی۔ آپ احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت اور اُن کی مشکلات و مسائل کو حل کرنے میں گہری دلچسپی لیتی رہیں۔ حضور نے بیرونی ممالک کے جو سات اہم اور تاریخی دورے فرمائے اُن میں بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمرکاب رہیں۔ ان سفروں کے دوران آپ نے احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت کی ذمّہ داریاں بااحسن طریق ادا کیں اور اُن کی علمی اور روحانی پیاس بجھاتی رہیں۔ اور اُن کے لئے قابلِ تقلید نمونہ پیش کیا۔ اسی طرح آپ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ہر پہلو سے بہت باریک نظر سے خیال رکھا جس سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو یکسوئی کے ساتھ اپنے اہم دینی فرائض و ذمہ داریاں ادا کرنے میں بہت مدد ملی۔ فَجَزَاھَا اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ غیر معمولی اوصافِ حمیدہ کی مالک تھیں۔ اطاعت امام۔ وفاشعاری۔ انتظامی قابلیّت اور غیر معمولی فراست و نفاست آپ کے نمایاں اوصاف تھے۔ امام کی حرم ہونے کی حیثیت سے آپ پر جو گراں بار اور نہایت نازک ذمہ داریاں عاید ہوتی تھیں آپ نے خدا کے فضل سے انہیں بڑے احسن طریق سے نباہنے کی توفیق پائی۔

ہم جملہ مجالس انصار اللہ عالمگیر کی طرف سے اپنے محبوب آقا سیّدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں نیز حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا۔ حضرت بیگم صاحبہ حضرت مرزا البشیر احمد صاحب۔ محترم نواب زادہ مسعود احمد خانصاحب محترمہ صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ بیگم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب۔ محترمہ صاحبزادی آصفہ مسعودہ صاحبہ بیگم بریگیڈیئر ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب۔ محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب۔ محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب۔ محترم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب۔ محترمہ صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ۔ محترمہ صاحبزادی امۃ الحلیم صاحبہ اور دیگر تمام افرادِ خاندان حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے دلی تعزّیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کو جنت الفردوس میں خاص مقامِ قرب عطا فرمائے اُن کے درجات کو ہر آن بلند کرتا رہے۔ ہمارے آقا سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت اور عمر میں غیر معمولی برکت بخشے اور ہمیشہ بیش از پیش تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین ثم آمین۔

آخر میں ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت بیگم صاحبہ مرحومہ مغفورہ کی رحلت پر ہم سب کو بہترین صبر اور راضی برضا رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہم ہیں شریکِ غم

اراکینِ مجلسِ عاملہ انصار اللہ مرکزیہ وجملہ کارکنانِ دفتر مجلسِ انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ

قراردادِ تعزیت مجلس وقفِ جدید

مجلس وقفِ جدید کا یہ غیر معمولی اجلاس حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ مرحومہ حرم محترم سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔

حضرت بیگم صاحبہ مرحومہ مغفورہ کی وفات تمام جماعت احمدیہ کے لئے ایک بہت بڑا صدمہ ہے۔ حضرت سیدہ موصوفہ جیسی خواتین دنیا میں کم ہی آتی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن۔ حضرت بیگم صاحبہ کو یہ فخر حاصل تھا کہ آپ حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پہلی نواسی حضرت مصلح موعود کی پہلی بہو اور حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حضرت حجۃ اللہ نواب محمد علی خانصاحب کی بڑی صاحبزادی تھیں۔

۴۷ سال کے طویل عرصہ تک آپ کو سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی رفاقت کا فخر حاصل رہا۔ شادی سے لے کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مسندِ امامت پر متمکن ہونے تک کے طویل زمانہ میں حضرت بیگم صاحبہ ممدوحہ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایسے رنگ میں خدمت کی کہ آپ اپنا زیادہ سے زیادہ وقت خدمتِ سلسلہ کے لئے دے سکیں۔

حضرت سیدہ موصوفہ کو حضور کے ساتھ بیرونِ پاکستان تمام تبلیغی دوروں میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی اور آپ نے اس دوران سلسلہ کی نہایت ہی قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں اور احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت میں نہایت ہی اہم کلیدی کردار ادا کیا۔

سپین میں اسلامی حکومت کے خاتمہ کے ۷۴۴ سال کے بعد ۱۳۵۹ ہش / ۱۹۸۰ء میں جب جماعت احمدیہ کی طرف سے حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد پیدرو آباد کے مقام پر رکھی تو حضرت سیدہ موصوفہ کو یہ نمایاں اعزاز حاصل ہوا کہ اس تاریخی اہمیت کی حامل تقریب میں شامل ہو کر دنیا بھر کی احمدی مستورات کی نمائندگی کریں۔ بیرونی ممالک میں بعض دیگر مساجد کے سنگِ بنیاد رکھنے کی تقاریب میں بھی آپ کو احمدی خواتین کی نمائندگی کا شرف نصیب ہوا۔

جماعتِ احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ایسی رفیقۂ حیات عطا فرمائی جو آپ کی عظیم دینی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں ہر قدم پر آپ کی ممد و معاون رہیں۔

ایسی ہمدرد اور جاں نثار رفیقۂ حیات کی اچانک جدائی پر حضور کے دل کی کیفیت کا اندازہ لگانا ممکن نہیں لیکن ہم اس یقین پر قائم ہیں اور اس سے تسلی پاتے ہیں کہ ہمیشہ کی طرح اس گہرے صدمہ کے موقع پر بھی رحمٰن و رحیم خدا اپنے خاص فضل سے حضور کی نصرت فرماتا رہے گا۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت اور رضا کی جنتوں میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے صاحبزادگان محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب۔ محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب۔ محترم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب سلّمہم اللہ تعالیٰ۔ حضور کی صاحبزادیوں محترمہ امۃ الشکور بیگم صاحبہ۔ محترمہ امۃ الحلیم بیگم صاحبہ سلّمہا اللہ تعالیٰ۔

حضرت بیگم صاحبہ مرحومہ کے بھائی محترم نواب زادہ مسعود احمد خاں صاحب۔ آپ کی ہمشیرگان حضرت بُوزینب بیگم صاحبہ بیگم حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب۔ محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ بیگم حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب اور محترمہ آصفہ مسعودہ بیگم صاحبہ بیگم محترم بریگیڈیئر ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب سے ہم دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا گو ہیں کہ وہ قادرِ مطلق اور رحیم آقا آپ سب کو اپنی رحمتوں سے نوازے۔ اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی بہترین توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قرار پایا کہ قرار دادِ ہٰذا کی نقول حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اور مذکورہ لواحقین کی خدمت میں نیز "الفضل" اور دیگر احمدی جرائد کو بغرض اشاعت بھجوائی جائیں۔

ہم ہیں
اراکین مجلس و کارکنانِ دفتر و معلّمین
وقفِ جدید انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ

ایک بزرگ کا قابلِ تقلید نمونہ

(از قلم۔ شیخ محمد نعیم صاحب۔ مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ نواب شاہ)

قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک سائیکل سفر پر خدام کے علاوہ ہمارے بزرگ انصار بھی بسر و چشم عمل کرتے ہیں۔ مورخہ ۱۲/۱۱ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ باندھی ضلع نواب شاہ تشریف لائے تو اس موقعہ پر ضلع بھر کے صدر صاحبان اور زعماء انصاراللہ کو باندھی آنے کی دعوت دی گئی چنانچہ احباب اپنی سہولت کے مطابق مختلف ذرائع سے وہاں پہنچے۔ ان میں سے محترم محمد اسماعیل صاحب صدر جماعت و زعیم انصاراللہ مورو اپنی سائیکل پر باندھی پہنچے۔ اور پروگرام ختم ہونے پر واپس بھی سائیکل پر گھر گئے۔ اس طرح انہوں نے ۷۰ کلومیٹر فاصلہ طے کیا۔ اس سے ایک ہفتہ قبل بھی وہ سائیکل پر باندھی آئے تھے۔ ایک طرف کا ۳۵ کلومیٹر فاصلہ وہ دو گھنٹے میں طے کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ضلع خیرپور میں کوٹ ڈیجی میں بھی اپنی سائیکل پر اکثر جاتے ہیں جس کا آمد و رفت کا فاصلہ ۱۲۰ کلومیٹر بنتا ہے۔

محترم محمد اسمٰعیل صاحب اپنے پیشہ کے لحاظ سے دیگر سواریوں سے بہ آسانی استفادہ کر سکتے ہیں ان کا کاروبار بسوں ٹرکوں کے ٹائر ٹیوب ویلکنائز کرنے اور ان کی مرمت ہے اور کسی کی بھی سواری پر وہ جا سکتے ہیں مگر عمدًا سائیکل کو ترجیح دے کر سفر کرتے ہیں۔ اس طرح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر عمل کر کے ثواب اور حضور کی دعاؤں کے وارث بنتے ہیں۔ اور اقتصادی فوائد کے علاوہ روحانی فوائد بھی حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے امام کے ہر حکم پر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ذِكرىٰ السَّيّدة المنصورة المغفورة

مکرم و محترم مولانا عزیز الرحمان صاحب منگلا

لَنا كُلَّ يَوْمٍ مِنْ اَقارِبَ راحِلُ * اِلَى اللهِ مرفوعٌ عن الاَهلِ شَاغِلُ
نَرىٰ لموتَ يختارُ الكِرامَ ويصطفى * عقيلةَ مَالِ القومِ والقومُ غافِلُ
فَلَمّا اَتانا نَعيُ منصورةِ الالٰه * فَمِتْنَا مِرارًا والنفوسُ ذواهِلُ
وَاِنْ كان حقًّا للنّفوسِ حِمامُها * فبعضُ المنايا صعْبةٌ لا تُحتَمَلُ
غدرتَ امامَ القومِ حِيْنَ عَشِيَّةٍ * فيامَوْتُ مُتْ ابدًا فما فيكَ طائلُ
لِرَبْوةَ طَارَ القومُ تندىٰ جفونُهم * مُسْترجعِينَ مُهلّلِيْنَ نوافِلَ
نُعَزّى اميرَ المومنين تسَلِّيًا * نصبرًا جميلًا وَالغفورُ يُبادِلُ
مآثِرُها مشهورةٌ بينَ الورىٰ * وعفافُها وسخاءُها المُتكامِلُ
عليكِ سلامُ اللهِ يا اُمَّ آنسٍ * واُمَّ فريدٍ ثم لُقمانَ فاضِلُ

"يقيتَ بقاءَ الدهرِ ياكهفَ اهلهِ"
وهذا دعاءٌ لِلْبريّةِ شاملُ
عزيزٌ علَيْنا يا عزيزُ مُصابةٌ
كفانا العزيزُ الراحِمُ المتفضِّلُ

ماہنامہ انصاراللہ کی توسیع اشاعت کی مہم

(مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب مینیجر رسالہ انصاراللہ)

ماہنامہ "انصاراللہ" کا آغاز ہمارے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زمانہ صدارت میں ۱۹۶۰ء میں ہوا تھا۔ اس ماہنامہ کے اجراء کے وقت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو پالیسی وضع فرمائی تھی ماہنامہ انہیں لائنوں پر عمل پیرا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس رسالہ نے اپنی علمی اور تربیتی ذمہ داری کو احسن رنگ میں پورا کیا اور آئندہ کے لئے اس کوشش میں رواں دواں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی تائید اور نصرت سے نوازتا رہے۔

ماہنامہ میں کسی قسم کا کوئی اشتہار شائع نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کے اخراجات اس قلیل چندہ سے پورے نہیں ہوتے جو پاکستان میں اس کے لئے مقرر ہے۔ خاص طور پر اس وجہ سے بھی کہ ماہنامہ کی کتابت چند مہینوں سے فنڈا ٹک پر کروادی گئی ہے جو لیتھو کی نسبت کافی مہنگی ہے اس لئے مجلس کو رسالہ پر چوبیس روپے خرچ کرنے پڑ رہے ہیں جب کہ پاکستان میں اس کا چندہ صرف پندرہ روپے سالانہ مقرر ہے۔ جہاں چندہ میں اضافہ زیرِ غور ہے وہاں سب سے پہلے ماہنامہ کی اشاعت کو وسیع کرنے کی مہم چلائی گئی تاکہ زیادہ سرکولیشن کے نتیجہ میں اخراجات کا بار کم ہو۔ توسیع اشاعت کے لئے مختلف طریق اختیار کئے گئے۔ ان میں سے ایک طریق مربیان کرام کا تعاون تھا۔ بعض مربیان کرام کی خدمت میں محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ کی طرف سے تحریک کی گئی کہ رسالہ کے لئے مقرر کردہ ٹارگٹ کو پورا کرنے کے لئے اپنے اپنے حلقوں میں کوشش فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس طریق میں بڑی برکت بخشی۔ مربیان کرام نے بھرپور تعاون فرمایا۔ اُن کے لئے دُعا کی تحریک اور دوسروں میں مسابقت کا جذبہ پیدا کرنے کی خاطر بعض مربیان کرام کی کوششوں کا نتیجہ ذیل میں درج ہے۔

نمبر شمار	نام مربی	مقررہ ٹارگٹ	کامیابی	باقی
۱	مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور مربی مقیم کراچی	۱۰۰ نئے خریدار	۱۰۹	-
۲	" مولانا محمد اشرف صاحب ناصر مربی مقیم حیدرآباد	۱۰۰ "	۱۰۰	-
۳	" مولانا روشن دین صاحب مربی مقیم کوئٹہ	۱۰۰ "	۳۴	۶۶
۴	" چوہدری عبدالحفیظ صاحب مربی مقیم لودھراں	۲۵ "	۵۴	-
۵	" مولوی کرامت اللہ صاحب مربی مقیم گوجرخان	۲۵ "	۲۵	-
۶	" مولوی سمیع اللہ صاحب قمر مربی مقیم بدین	۲۵ "	۲۵	-
۷	" مکرم حکیم نذیر احمد صاحب ریحان مربی مقیم بدوملہی ضلع نوابشاہ	۲۵ "	۲۰	۵
۸	" مولوی ناصر احمد صاحب قمر مربی مقیم بہاولنگر	۲۵ "	۱۹	۶
۹	" مولوی عبدالسلام صاحب طاہر مربی مقیم ولی گیٹ لاہور	۲۵ "	۱۰	۱۵

ان کے علاوہ بعض اور مربیان کرام بھی ہیں جنہوں نے ابھی تک کچھ خریدار دیئے ہیں اور اُن کی طرف سے جلد ہی ٹارگٹ پورا کرنے کی اطلاع ملنے کی توقع ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں میں برکت دے۔ آمین۔ اس ضمن میں سب کوشش کرنے والوں میں سے مکرم چوہدری عبدالحفیظ صاحب مربی سلسلہ لودھراں کی کوششیں خاص طور سے قابلِ تحسین اور باعث تشکر ہیں۔ انہوں نے اپنے خط محررہ ۳/۱۲/۸۱ میں صدر محترم کی خدمت میں لکھا "..... "میری دلی خواہش ہے کہ تحصیل لودھراں کے جملہ انصاراللہ جن کی تعداد ۵۲ ہے کے نام رسالہ جاری ہو جائے۔ دُعا کی درخواست ہے۔"

پھر دوسرے خط محررہ ۱۹/۱۲/۸۱ میں یہ خوشکن اطلاع دی کہ "..... آپ نے ۲۵ نئے خریدار ماہنامہ انصاراللہ کے خاکسار کے ذمہ لگائے تھے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور آنمکرم اور جماعت احمدیہ لودھراں کی خدمت میں دُعا کی خصوصی درخواست کی گئی تحصیل لودھراں میں کل انصار ۵۲ ہیں اور مجالس ۷ ہیں۔ اور زیادہ تر غریب جماعتیں ہیں۔ دوستوں کا بھی یہی خیال تھا کہ پچیس ۲۵ رسالے نہیں لگیں گے۔ خاکسار یہی جواب دیتا رہا کہ کوشش کرتے رہیں اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا۔ بہرحال حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور آپ کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور خاکسار اس قابل ہؤا کہ ۳/۱۲/۸۱ کو آپ کی خدمت میں ۲۵ خریداروں کی فہرست ارسال کر دی گئی۔ اس خط میں خاکسار نے اپنی ایک خواہش کا اظہار کیا تھا کہ تحصیل لودھراں کے جملہ انصار جن کی تعداد ۵۲ ہے کے نام رسالہ جاری ہو جائے۔ آپ نے دُعا بھی فرمائی۔ تحصیل لودھراں میں کل انصار تجنید فارمز کے لحاظ سے ۵۲ ہیں لیکن کچھ انصار رہ گئے ہیں جن کی تعداد ۶ ہے یہ کل تعداد ۵۸ بنتی ہے۔ قبل ازیں ۴ رسالے ساری تحصیل میں جاری ہیں۔ اب مزید ۵۴ رسالے جاری کروائے جارہے ہیں۔ جن میں سے ۲۵ کے نام قبل ازیں بھجوا چکا ہوں اب اس خط کے ذریعہ انتیس ۲۹ خریداروں کے نام معہ مکمل پتہ جات اور کل چندہ ارسال کر رہا ہوں۔

ان کے خط کا اقتباس محض اس لئے دیا گیا ہے تاکہ دوستوں کو معلوم ہو سکے کہ جو مجاہد دُعاؤں کے ساتھ کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ بظاہر ناممکن حالات میں بھی توقع سے بڑھ کر ان کی کوششوں کو پھل لگاتا ہے۔

دوست دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کو اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے۔ آمین۔

نتیجہ امتحان انصاراللہ سہ ماہی سوم ۱۹۸۱ء

امتحان انصاراللہ سہ ماہی سوم ۱۹۸۱ء کا نتیجہ زعماء انصاراللہ مجالس کو بھجوایا جارہا ہے۔ اس امتحان میں

مکرم سردار بشیر احمد صاحب دارالصدر شمالی ربوہ اوّل اور

مکرم چوہدری عبدالغنی صاحب فیصل آباد دوم قرار دیئے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہ کامیابی مبارک کرے۔

حبیب اللہ خان

قائد تعلیم مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ

مجالسِ انصار اللہ کی مساعی

(مرسلہ:۔ قیادت عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

مجالس انصار اللہ ضلع راولپنڈی کا سالانہ کامیاب تربیتی اجتماع

مجالس انصار اللہ ضلع راولپنڈی کا دو روزہ سالانہ اجتماع اللہ تعالیٰ کے فضل سے ستمبر ۱۹۸۱ء میں نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ اجتماع میں دیگر مقررین کے علاوہ محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ نے بھی شرکت فرمائی اور نہایت ایمان افروز خطاب فرمایا حاضری خدا کے فضل سے تسلی بخش رہی۔ چنانچہ راولپنڈی اور اسلام آباد کے علاوہ واہ کنٹ۔ گوجر خان۔ پنڈ بگیوال ٹیکسلا۔ محمود۔ مری۔ کہوٹہ چینگا بنگیال۔ مندو وال۔ سیمنٹ فیکٹری واہ اور چونترہ کے انصار اور خدام بھی بڑی تعداد میں شامل ہوئے۔ اجتماع کے کل پانچ اجلاس ہوئے۔ ۲۴ ستمبر کو ۵ بجے شام پہلا اجلاس زیر صدارت محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب منعقد ہوا۔ تلاوتِ قرآن کریم کے بعد عہد دہرایا گیا۔ نظم کے بعد صاحب صدر نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ صاحب صدر کی تقریر کے بعد مکرم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی نے سیرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر مؤثر خطاب فرمایا۔ دوسرا اجلاس ساڑھے سات بجے شام مکرم شیخ عبدالوہاب صاحب امیر جماعت اسلام آباد کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد کرنل دلدار احمد صاحب ناظم مجلس انصار اللہ ضلع راولپنڈی نے تربیت اولاد کے موضوع پر تقریر فرمائی پھر محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے صداقت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ ۲۵ ستمبر کی صبح کو نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ سوا پانچ بجے تیسرا اجلاس مکرم مرزا مبارک بیگ صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ راولپنڈی کی صدارت میں شروع ہوا۔ درس قرآن کریم مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب صادق مربی سلسلہ احمدیہ راولپنڈی نے دیا پھر مولوی دین محمد صاحب شاہد مربی سلسلہ احمدیہ واہ کینٹ نے درس حدیث دیا۔ ملفوظات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا درس مکرم مولوی کرامت اللہ صاحب مربی سلسلہ گوجر خان نے دیا۔ چوتھا اجلاس مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل تحریک جدید کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم مولوی اللہ بخش صاحب مربی سلسلہ نے جماعت احمدیہ کے قیام کے مقاصد کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ پھر مولوی دین محمد صاحب شاہد مربی سلسلہ نے خلافت کی اہمیت کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ گیارہ بجے یہ اجلاس ختم ہوا۔ طعام اور نماز جمعہ کے وقفہ کے بعد آخری اجلاس محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد انصار اللہ کا عہد دہرایا گیا جس کے بعد صدر محترم نے نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے۔ تقسیم انعامات کے بعد مکرم کرنل (ریٹائرڈ) دلدار احمد صاحب ناظم انصار اللہ ضلع راولپنڈی نے مجلس کی سال بھر کی کارکردگی کی رپورٹ پیش کی جس کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے نہایت ایمان افروز خطاب فرمایا۔ آخر میں صدر مجلس نے اختتامی دعا کرائی اور اس طرح ضلع راولپنڈی کا یہ سالانہ تربیتی اجتماع اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیابی کے ساتھ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

مجلس مذاکرہ:۔ ۲۵ ستمبر کی شب مسجد نور میں ایک مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی جو ساڑھے سات بجے سے ساڑھے نو بجے تک جاری رہی۔ اس میں محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے مختلف احباب کے تحریری سوالات کے نہایت مؤثر۔ مدلّل اور ایمان افروز جوابات دیئے۔ اس مجلس میں ۳۸۰ احباب شامل ہوئے۔ جن میں ۸۰ سے زائد معززین شہر بھی تھے۔ انہوں نے نہایت توجہ اور انہماک کے ساتھ سوالات کے جواب سنے اور مجلس مذاکرہ

کے بعد ۹ بجے سے ۱۰ بجے تک مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب نے بذریعہ سلائیڈز بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی مساعی اور اس کے خوشکن ثمرات کی جھلکیاں پیش کیں۔

اجلاسِ عام صدر حلقہ مغل آباد راولپنڈی صدر

(مرسلہ ریاض احمد چوہدری)

مجلس انصار اللہ راولپنڈی صدر حلقہ مغل آباد راولپنڈی کا اجلاس عام زیرِ صدارت مکرم سلیم احمد خان صاحب زعیم حلقہ منعقد ہوا۔ مکرم مبارک احمد صاحب کی تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم ناصر احمد صاحب نے کلام حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ خوش الحانی سے پڑھا۔ بعد ازاں مکرم چوہدری محمد طفیل صاحب نے ذکر الٰہی اور انصار اللہ کی ذمہ داریوں کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ دوسری تقریر مکرم سلیم احمد خانصاحب زعیم حلقہ نے کی۔ آپ نے فرمایا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اصلاح اور تبلیغ ہدایت کا ایک خاص اسلوب اختیار فرمایا ہے۔ تمام سچائیاں اور حقائق کو پیش کرتے ہوئے جہاں انعامات کا ذکر فرمایا ہے وہاں ساتھ ہی ساتھ ان ہدایات یا احکامات پر عمل نہ کرنے پر سزا اور عذاب کا خوف دلایا ہے۔ لہذا ہمیں اپنی خامیوں کی طرف نظر رکھنی چاہیئے۔ آجکل زمانہ میں مادی ترقی کے عروج پر پہنچ جانے کے باعث لوگ کثرتِ کار کی وجہ سے مادیت کی طرف جھک گئے ہیں لہذا ہمیں افراط و تفریط کے راستہ کو چھوڑ کر اپنے اوقات کار کو متوازن طور پر مقرر کرنا چاہیئے جس میں ہم اپنے دینی کام اور فرائض سے بھی سبکدوش ہو سکیں۔ دینی اور روحانی ترقی کے لئے بھی انسان کو بہت سی محنت اور کوشش درکار ہے اور یہ راہ دنیاوی راہ سے زیادہ مشکل اور کٹھن ہے اور یہی ہمارا امتحان ہے۔ آپ نے دو امور کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ روحانیت پر قدم مارنے کے لئے ضروری ہے کہ ایک تو ہم حقوق اللہ ادا کریں اور دوسرے اپنے وجودوں کو نافع الناس بنائیں۔ آپ کی تقریر کے بعد مکرم ولدار احمد صاحب ناظم مجلس انصار اللہ ضلع راولپنڈی نے انصار بھائیوں سے خطاب فرمایا۔ آپ کے خطاب کے بعد دعا پر یہ اجلاس ختم ہوا جو صاحب موصوف نے کرائی۔ یہ اجلاس تقریباً دو گھنٹے جاری رہا۔

مجلس انصار اللہ ضلع ملتان کی ایک کامیاب علمی مجلس کا انعقاد

زندہ قومیں اپنی انفرادی اور قومی صلاحیتوں کو تعمیر و ترقی کی راہوں پر تبھی موجزن رہ سکتی ہیں جبکہ وہ اپنی نئی نسل کی تعلیم و تربیت سے کبھی غافل نہ ہونے پائیں۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ذیلی تنظیم مجلس انصار اللہ پر اس سلسلہ میں خصوصی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور انہیں ذمہ داریوں کی ادائیگی کے سلسلہ میں مجلس انصار اللہ ضلع ملتان نے محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس مرکزیہ کی اجازت سے ۱۵ نومبر ۱۹۸۱ء کو ایک علمی و تربیتی نشست کے انعقاد کا اہتمام کیا۔ چنانچہ حسب پروگرام بعد نماز عصر صدر محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے احبابِ جماعت کو ایک بصیرت افروز خطاب سے نوازا اور بیش قیمت نصائح فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ کمزور احباب کو بار بار تلقین کرتے رہنے۔ رابطہ کی مہم کو استقلال سے جاری رکھنے مراکز نماز کو آباد کرنے اور محبت، شفقت حکمت اور ہمدردی سے اصلاح وارشاد کے اہم اور بنیادی کام کرتے اور کرتے رہنے سے ہی مثبت اور بہتر نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ اس پُر اثر خطاب کے بعد سوال و جواب کا نہایت دلچسپ سلسلہ دو گھنٹے تک جاری رہا جس میں ہر طبقہ کے دوسرے معزز دوست بھی شریک ہوئے اور محفل کو کامیاب بنانے میں بھرپور حصّہ لیا۔ تمام احباب صدر محترم کے از حد معلوماتی، علمی اور تحقیقاتی جوابات سے مسرور و محظوظ و مطمئن ہوئے اور اس طرح یہ سارا پروگرام بفضلہ تعالیٰ بہت کامیاب رہا۔

(قاضی محمد اسحٰق بسمل ناظم انصار اللہ ضلع ملتان)



اجتماع کے موقع پر قائدین مرکزیہ، ناظمین اضلاع اور زعماء اعلیٰ کا ایک اجلاس ———— زیرِ صدارت صدرِ محترم



قائدین مجلس مرکزیہ ۱۹۸۱ء ———— صدرِ محترم کے ہمراہ

اجتماع انصار اللہ ۱۹۸۱ء کی چند یادگار تصاویر



صدرِ محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ـــــــ تلقینِ عمل کے پروگرام میں انصار سے مخاطب ہیں۔



پُرعزم اور باہمت انصار ـــــــ پوری توجہ اور انہماک سے اجتماع کے سارے پروگرام سنتے رہے۔